تبییض الصحیفہ فی
مناقب الامام ابی حنیفہ

المعروف

عظمتِ امامِ اعظم

تالیف

حضرت العلام امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

مولانا مفتی سید غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ



ناشر
مکتبہ مہریہ رضویہ
قادری پرنٹرز نزد جامکے روڈ ڈسکہ
0347-7774786, 0300-6428145

سٹاکسٹ
کتب خانہ امام احمد رضا
دربار مارکیٹ لاہور
0313-8222336
0321-4716086

تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ

المعروف

عظمتِ امامِ اعظم

تالیف

حضرت العلامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

مولانا مفتی سید غلام معین الدین نعیمی

ناشر

مکتبہ مہریہ رضویہ

قادری پرنٹرز نزد جامکے روڈ ڈسکہ

0347-7774786
0300-6428145

سٹاکسٹ

کتب خانہ امام احمد رضا

دربار مارکیٹ لاہور

0313-8222336
0321-4716086

نام کتاب ——— عظمتِ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

تالیف ——— حضرت العلام امام جلال الدین سیوطی

مترجم ——— مولانا مفتی سید غلام معین الدین نعیمی

ھدیہ ——— 60

ملنے کے پتے

کتب خانہ امام احمد رضا دربار مارکیٹ لاہور، مکتبہ قادریہ، مسلم کتابوی
والضحیٰ پبلیکیشنز، کرمانوالہ بک شاپ، چشتی کتب خانہ، دارالعلم پبلیکیشنز
ہجویری بک شاپ، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، نوریہ رضویہ پبلیکیشنز، نشان منزل دارلنور
صراط مستقیم پبلی کیشنز (دربار مارکیٹ لاہور)، مکتبہ اہلسنت مکہ سنٹر لاہور
نظامیہ کتاب گھر زبیدہ سنٹر لاہور، مکتبہ قادریہ، مکتبہ الفرقان
مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، مکتبہ نظامیہ، جامعہ نظامیہ نبی پورہ شیخوپورہ،
مکتبہ جلالیہ صراط مستقیم، رضا بک شاپ گجرات، مکتبہ رضائے مصطفیٰ
فیضان مدینہ کھاریاں، مکتبہ الفجر سرائے عالمگیر، اہلسنہ پبلی کیشنز دینہ
مکتبہ ضیاء السنہ، فیضان سنت، مہریہ کاظمیہ ملتان، احمد بک کارپوریشن
اسلامک بک کارپوریشن، مکتبہ غوثیہ عطاریہ، مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی
مکتبہ اویسیہ رضویہ، مکتبہ متنویہ بہاولپور

فہرست

پیش لفظ

عرصہ دراز سے بندہ کی آرزو تھی کہ سراج الامہ امام الائمہ کاشف الغمہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے حالات پر کوئی کتاب مکتبہ مہریہ رضویہ سے شائع کی جائے کیونکہ ھندوپاک اور عرب وعجم کے کثیر اولیاء اور عام مسلمان مسلک حنفی کے پیروکار اور امام اعظم کے مقلد ہیں۔ جن کے متعلق امام الاولیاء حضور داتا علی ہجویری لاہوری (جن کے متعلق خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین اجمیری نے شعر ارشاد فرمایا۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا   ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما)

اپنی کتاب کشف المحجوب میں حضرت یحیٰ بن معاذ رازی رحمتہ اللہ علیہ کا واقعہ لکھتے ہیں کہ ”آپ کو نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی زیارت بہت امارت حاصل ہو تو حضرت یحیٰ نے سرکار ابد قرار ﷺ سے عرض کیا کہ حضور میں آپ کو کہاں تلاش کروں تو آپ نے فرمایا کہ ابو حنیفہ کے علم میں“ اور حضرت داتا علیہ الرحمتہ خود اپنا واقعہ لکھتے ہیں کہ میں (علی بن عثمان جلابی) ایک دفعہ شام میں موذن رسول اللہ ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے مزار پر مراقبہ کرتے ہوئے سو گیا تو خواب میں دیکھا کہ میں مکہ معظمہ میں ہوں اور سید دو عالم ﷺ باب بنی شیبہ سے باہر تشریف لا رہے ہیں اور ایک سفید ریش بزرگ کو گود میں اٹھائے ہوئے ہیں میرے دل میں خیال آیا کہ یہ سفید ریش بزرگ کون ہیں تو آپ ﷺ نور باطن سے میرے دل کی کیفیت پر مطلع ہو گئے اور فرمایا تیرا امام ہے۔ یعنی امام اعظم ابو حنیفہ (رحمتہ اللہ علیہ) اس خواب سے حضرت داتا علیہ الرحمتہ نے یہ تعبیر نکالی کہ سیدنا امام اعظم کے محافظ خود حضور ﷺ ہیں اور امام اعظم اپنی صفات سے فانی اور حضور ﷺ کی صفات سے باقی ہیں یعنی فنافی الرسول کے مقام پر فائز ہیں۔

بندہ کی آرزو کے مطابق بندہ کو ایک کتاب خاتمۃ الحفاظ نانویں صدی کے مجدد امام جلال الدین سیوطی شافعی کی امام اعظم کے فضائل ومناقب میں مل گئی جو کہ اصل عربی میں ہے اور اس کا ترجمہ اہل سنت کے بہت بڑے عالم دین مفتی سید غلام معین الدین نعیمی مرحوم ومغفور نے فرمایا ہے' دستیاب ہو گیا بندہ اس ترجمہ کو شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔ یہ کتاب اس اعتبار سے بھی بہت اہم ہے کہ آپ باوجود امام شافعی علیہ الرحمتہ کے مسلک پر ہیں اور امام اعظم علیہ الرحمتہ کے مناقب لکھ رہے ہیں اور اس کتاب کے آخر میں مسئلہ تقلید کے متعلق بھی ایک مضمون شائع کیا جا رہا ہے۔ جو مولانا علامہ ابو البشیر محمد صالح مترانوالی تحصیل ڈسکہ کا ہے جو ان کی کتاب نماز حنفی سے لیا جا رہا ہے کیونکہ آج کل غیر مقلدین تقلید ائمہ پر بے بنیاد اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے اس مسئلہ پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے۔ بندہ نے پہلے بھی مولانا مرحوم کی کتاب ”پردہ“ مکتبہ ھذا سے شائع کی ہے اور اس کے شروع میں مولانا مرحوم کے حالات بھی لکھ دیتے ہیں۔

مولیٰ تعالیٰ بندہ کی اسی سعی کو شرف قبولیت بخشے اور قارئین سے التماس ہے کہ بندہ کو اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اگر کسی جگہ کتابت کی غلطی نظر آئے تو مطلع کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کر دی جائے۔

مناسب ہے کہ امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کے مختصر حالات لکھ دیئے جائیں تاکہ مصنف کتاب کی شخصیت کا تعارف ہو جائے۔

مختصر حالات خاتمۃ الحفاظ امام جلال الدین سیوطی شافعی (رحمتہ اللہ علیہ)

نام ونسب: ابو الفضل عبد الرحمن بن ابی بکر کمال الدین بن محمد جلال الدین السیوطی۔

خاندان: ان کے آباؤاجداد بہت پہلے بغداد میں مقیم تھے اور علامہ سیوطی سے کم از کم نو ۹ پشت پہلے مصر کے شہر ''اسیوط'' میں آکر آباد ہو گئے اور اسی شہر کی نسبت سے ''السیوطی'' کہلائے۔

ولادت: پہلی رجب ۸۴۹ھ بروز اتوار بعد نماز مغرب مطابق ۳ اکتوبر ۱۴۴۵ء کو قاہرہ میں پیدا ہوئے جہاں ان کے والد ''مدرستہ الشیخونیہ'' میں فقہ کے مدرس تھے۔

ابتدائی حالات: پانچ چھ برس کی عمر میں (صفر ۸۵۵ھ مطابق مارچ ۱۴۵۱ء) میں ان کے والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ان کے والد کے ایک صوفی دوست نے اس معصوم بچے کو اپنا منہ بولا بیٹا (متبنی) بنا لیا جو آئندہ چل کر وادی علم کا ایک عظیم شہسوار بننے والا تھا۔ آٹھ برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ جس کے بعد قاہرہ اور مصر کے نامور اساتذہ سے کسب فیض کیا اور تفسیر، حدیث، فقہ، معانی و نحو، بیان، طب وغیرہ میں مہارت حاصل کی۔ اسی دوران (۸۶۹ھ مطابق ۱۴۶۴ء) میں فریضہ حج کی ادائیگی کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے اور حجاز کے اساتذہ و شیوخ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔

تدریس: علوم نقلیہ و عقلیہ میں مہارت حاصل ہوئی تو انہیں ان کے استاذ علامہ بلقینی کی سفارش پر مدرسہ شیخونیہ میں مدرس فقہ کی حیثیت سے یعنی اسی عہدہ پر مقرر کیا گیا جہاں ان کے والد ان سے پہلے متعین تھے۔ ۸۹۱ھ مطابق ۱۴۸۶ء میں انہیں اس سے اہم مدرسہ البیبرسیہ میں منتقل کیا گیا، جہاں وہ ۱۵، ۱۶ سال تک دور دراز سے آنے والے طالب علموں کی پیاس بجھا کر انہیں علم دین کا روشن چراغ بناتے رہے۔ رجب ۹۰۶ھ مطابق فروری ۱۵۰۱ء میں بعض وجوہ کی بنا پر اس مدرسہ سے علیحدگی عمل میں آئی

جس کے بعد علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے جزیرہ نیل کے ایک گوشہ ''الروضہ'' میں خلوت اختیار کر لی اور آخر حیات تک وہیں مقیم رہے۔ علیحدگی کے تین سال بعد مدرسہ البیبرسیہ کے منتظم حضرات نے دوبارہ علامہ کو سابقہ عہدے کی پیش کش کی۔ مگر علامہ رحمتہ اللہ علیہ نے خلوت کو جلوت پر ترجیح دی اور یہ عہدہ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

علمی و تصنیفی خدمات: علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کی تحریری خدمات بہت ہمہ گیر ہیں۔ انہوں نے علم کے تمام شعبوں میں دسترس حاصل کی اور ان میں ہر ایک پر قلم اٹھایا، ان کی تصنیفات کی تعداد جمیل بک نے عقد الجواہر میں ۵۷۶ بتائی ہے، جبکہ انگریز مصنف فلوگل (FLUGEL) نے WIENER GOHRB میں ان کی تصنیفات کی طویل فہرست دی ہے۔ جس کے مطابق تعداد ۵۶۱ ہے۔ اس عدد میں ضخیم کتابیں اور چھوٹے چھوٹے رسائل دونوں طرح کی مؤلفات شامل ہیں۔ البتہ خود علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''حسن المحاضرہ'' میں تعداد کتب تین سو بتائی ہے۔ (ہو سکتا ہے یہ تعداد ''حسن المحاضرہ'' کے لکھنے کے وقت تک کی تحریر کردہ کتب پر مشتمل ہو)۔ ''حسن المحاضرہ'' میں خود فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے مجھے سات علوم یعنی تفسیر و حدیث، فقہ و نحو، معانی، بیان اور بدیع میں تبحر عطا فرمایا ہے۔ اپنی دعا کے بارے میں لکھتے ہیں۔ میں نے حج کے موقع پر آب زم زم پیا اور یہ نیت کی کہ فقہ میں مجھے شیخ سراج الدین بلقینی کا اور حدیث میں حافظ ابن حجر عسقلانی کا رتبہ مل جائے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں۔ نیز حافظ ابن حجر کا اتقان و انضباط علوم بھی جلال الدین سیوطی سے بڑھا ہوا ہے۔ گو جلال الدین سیوطی (مرحوم) عبور واطلاع میں ان سے فی الجملہ زیادہ ہیں۔ (بستان المحدثین)

اس سے معلوم ہو گیا کہ حضرت علامہ کی تحقیق حافظ ابن حجر قدس سرہ سے بڑھی ہوئی تھی۔ قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ دو لاکھ حدیث مقدسہ یاد تھیں۔ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے اس سے زیادہ احادیث ملتیں تو ان کو بھی یاد کر لیتا۔

آپ کی تصانیف سے چند ایک کا نام درج ذیل ہے۔

١۔ الاتقان فی علوم القرآن۔

٢۔ تفسیر جلالین نصف اول یعنی علامہ جلال الدین محلی کی نا تمام تفسیر کا تکملہ۔

٣۔ حدیث شریف کے موضوع پر مبسوط اور ضخیم تالیف جامع الجوامع' صحاح ستہ اور دس اسانید پر مشتمل ہے۔

٤۔ الخصائص الکبریٰ دو جلدوں پر مشتمل سیرت و معجزات مصطفےٰ ﷺ پر بے نظیر کتاب ہے۔ مخالفین بھی اس سے کافی استفادہ کرتے ہیں۔ ہر سنی مسلمان کو ضرور پڑھنی چاہیے۔

٥۔ شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور موت کے وقت اور بعد میں پیش آنے والے تمام واقعات مستند احادیث سے بیان کئے ہیں۔ خاص کر ابن قیم کی کتاب الروح سے کافی مواد لیا گیا ہے۔ جو سنی بھائی دیابنہ کی کتاب اس موضوع پر پڑھتے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ اس کا مطالعہ کریں جو کراچی سے مدینہ پبلشنگ سے شائع ہوئی ہے۔ جبکہ دیوبندی ترجمہ بھی نور الصدرور کے نام سے شائع ہوا ہے۔ جس کے دیباچہ میں اقرار ہے کہ یہ کتاب اس موضوع پر بے مثال ہے۔

٦۔ تاریخ الخلفاء یہ تاریخ بھی بڑی مستند ہے۔

٧۔ الحاوی للفتاوی۔ اس میں بے شمار رسائل ہیں۔ جن میں بعض کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے اور بعض کو ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کو مزید توفیق عطا فرمائے۔

ناچیز: ابو الخیر محمد رفیق قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقاضائے وقت: عالم اسلام کے صحیح الاعتقاد مسلمان، اہلسنت وجماعت ائمہ اربعہ یعنی سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت، امام مالک امام محمد بن ادریس شافعی، اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کے مقلدین میں آج منحصر ہے۔ انکے ماسوی آج جتنے مذاہب و فرق ہیں، وہ جادۂ اعتدال سے متجاوز، اور صراط مستقیم سے دور ہیں۔

چونکہ پاک وہند کی غالب اکثریت، مسلمانان اہلسنت وجماعت، سیدنا امام اعظم سراج الامۃ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے فقہ کے مقلد ہیں، اسلئے وقت و حال کا اقتضاء تھا کہ عامۃ المسلمین کو امام اعظم رضی اللہ عنہ کی وقت نظر، تجر علمی، مہارت بر کتاب و سنت، اور انکے حالات و تذکار سے باخبر کیا جائے۔ یوں تو آپکی مدح و توصیف اور حالات و کوائف پر بڑی بڑی مبسوط و ضخیم کتابیں موجود ہیں، مگر اس دور انحطاط میں ان کے پڑھنے، اور سمجھنے کی کسے فرصت میسر ہے۔

ہماری خوش قسمتی سے اس اہم موضوع پر محدث زمانہ، علامہ العصر امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف، جو کہ مختصر بھی ہے اور آپ کے حالات پر جامع بھی، نظر سے گذری۔ پھر لطف یہ کہ یہ تصنیف کسی حنفی مقلد کی نہیں، بلکہ شافعی مقلد کی ہے۔ بلا شبہ اس لحاظ سے بھی عامۃ المسلمین کو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مقام بلند و رفیع کے جاننے اور سمجھنے میں خاص مدد ملے گی، اس لیے اس کا ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ متعصب اور کور باطن کے لیے سرمہ بصیرت بنائے۔ امین!

غلام معین الدین نعیمی غفرلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ و کفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ میں نے یہ رسالہ سیدنا امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں تالیف کیا ہے اور اس کا نام " تبییض الصحیفه فی مناقب الامام ابی حنیفه" رکھا ہے۔

امام اعظم کے والد ماجد کا تذکرہ :۔ حضرت الخطیب اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں کہ ہم سے قاضی عبداللہ الحسین بن علی صمیری نے بروایت عمر بن ابراہیم مقری، و مکرم بن حنبل بن احمد قاضی سے، وہ احمد بن عبداللہ شاذان المروزی سے، وہ اپنے والد سے، وہ اپنے دادا سے، بیان کیا کہ شاذان المروزی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اسماعیل بن حماد بن امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ ثابت بن نعمان بن مرزبان ملک فارس کے آزاد مردوں میں سے تھے، وہ فرماتے تھے کہ خدا کی قسم ہم پر کبھی غلامی کا دور نہیں گزرا۔ میرے دادا یعنی امام ابو حنیفہ ۸۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے، اور انکے والد حضرت "ثابت" اپنے بچپنے کے زمانہ میں سیدنا علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرتِ مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ان کے لیے انکی اولاد میں برکت کی دعا فرمائی۔ اور ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی دعا ہمارے حق میں ضرور قبول فرمائی ہے۔ اور نعمان بن مرزبان، حضرت "ثابت" کے والد تھے۔ یہی وہ نعمان ہیں جنہوں نے "نوروز" کے دن سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں "فالودہ" کا تحفہ بھیجا تھا، اس پر فرمایا ہمارے لیے ہر

دن نوروز ہے (نورزو لنا کل یوم)۔

حضور اکرم ﷺ کی بشارتیں :۔ ائمہ کرام فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک حدیث میں امام مالک رضی اللہ عنہ کے لیے یہ بشارت دی کہ :۔

یوشك ان یضرب الناس اکبادالا بل یطلبون العلم فلا یجدون احداً اعلم من عالم المدینة. ایک زمانہ ایسا آنیوالہ ہے کہ لوگ اونٹوں پر سوار ہو کر علم کی تلاش کریں گے لیکن مدینہ منورہ کے ایک عالم سے بڑھ کر کسی عالم کو نہ پائیں گے۔

اور ایک حدیث میں امام شافعی رحمۃ اللہ کے لیے یہ بشارت دی کہ

لا تسبو اقریشاً فان عالمها یملأ الارض علماً. قریش کو برا نہ کہو کیوں کہ ان کا ایک عالم زمین کو علم سے بھر دیگا

اور میں کہتا ہوں کہ حضور ﷺ نے سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس حدیث میں بشارت دی ہے کہ جسے ابو نعیم (حافظ احمد بن عبد اللہ اصبہانی المتوفی ۴۳۰ھ) نے "الحلیہ" میں بروایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے :۔ لو کان العلم بالثریا لتبننا له رجال من ابناء فارس (الحلیه)۔ اگر علم ثریا پر پہنچ جائے تو فارس کے جوانمردوں میں سے ایک جوانمرد ضرور اس تک پہنچ جائے گا۔

اور شیرازی "الالقاب" میں قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :۔

لو کان العلم معلقاً بالثریا لنادله قوم من ابناء فارس۔

اگر علم ثریا پر اٹھ جائے تو مردانِ فارس کی قوم اس تک ضرور پہنچ جائے گی۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جس کے اصل الفاظ صحیح بخاری و مسلم میں یہ ہیں کہ :۔

لو کان الایمان عند الثریا التنا له رجال من فارس۔

اگر ایمان ثریا کے نزدیک پہنچ جائے تو مردانِ فارس اس تک ضرور پہنچ جائیں گے۔اور صحیح مسلم کے لفظ یہ ہیں کہ :۔

لو کان الایمان عندالثریاالذهب به رجل من ابناء فارس حتی یتناوله ۔

اگر ایمان ثریا کے پاس پہنچ جائے تو مردانِ فارس کا ایک شخص وہاں تک پہنچ کر اسے ضرور حاصل کرلے گا۔

اور قیس بن سعد کی حدیث "معجم طبرانی کبیر" (مؤلفہ امام حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی المتوفی ۳۶۰ھ) میں ان لفظوں کے ساتھ ہے۔

لو کان الایمان معلقاً بالثریا لا تنا له العرب لنا له رجال فارس۔

اگر ایمان ثریا پر پہنچ جائے تو اہل عرب نہ پہنچ سکیں گے، البتہ مردانِ فارس اسے ضرور حاصل کرلیں گے۔

اور معجم طبرانی میں بھی بروایت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

لو کان الدین معلقاً بالثریا لتناوله ناس من ابناءِ فارس۔

اگر دین ثریا میں معلق ہو جائے تو یقیناً مردانِ فارس کے لوگ اسے حاصل کرلیں گے۔

لہذا یہ اصل صحیح ہے بشارت کے باب میں اس پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔اور فضیلت میں مذکورہ دونوں اماموں کے بارے میں مروی حدیثوں کے مانند اور ہم مثل ہے، اور وضعی خبروں سے بے نیاز کردیتا ہے۔

امام اعظم کی صحابۂ کرام سے ملاقات :۔ امام ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری مقری شافعی رحمۃ اللہ نے ایک رسالہ تالیف فرمایا ہے، جس میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے جو حدیثیں روایت فرمائی ہیں، انکا تذکرہ کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ان سات صحابہ کرام سے ملاقات کی ہے۔(۱) سیدنا انس بن مالک (۲) سیدنا عبداللہ بن جزٔ الزبیدی (۳) سیدنا جابر بن عبداللہ (۴) سیدنا معقل بن یسار (۵) سیدنا واثلہ بن الاسقع (۶) سیدتنا عائشہ بنت عجرو رضی اللہ عنھم پھر یہ کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ سیدنا انس سے تین حدیثیں، سیدنا ابن جزٔ سے ایک حدیث، سیدنا واثلہ سے دو حدیثیں، سیدنا جابر سے ایک حدیث، سیدنا عبداللہ بن انیس سے ایک حدیث اور عائشہ بنت عجرو سے ایک حدیث روایت فرمائی ہے۔اور عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے بھی ایک حدیث روایت فرمائی ہے۔اور یہ تمام احادیث مرویہ ان طریقوں کے سوا بھی وارد ہوئیں ہیں۔ لیکن حمزہ سہمی فرماتے ہیں کہ امام دار قطنی کو میں نے یہ کہتے سنا ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی سے ملاقات

نہیں کی ہے۔ البتہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے وجود گرامی کو دیکھا، مگر ان سے کوئی روایت نہیں سنی ہے۔ اور خطیب فرماتے ہیں کہ سیدنا امام اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے حضرت انس سے سننے کی نسبت کرنا صحیح نہیں ہے۔

اور میں ایک ایسے فتوے پر مطلع ہوا ہوں، جو کہ شیخ ولی الدین عراقی کی طرف سے تھا، استفتاء یہ تھا کہ کیا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے کسی صحابی سے کوئی روایت کی ہے؟ اور کیا انکا شمار تابعین میں ہے یا نہیں؟ انہوں نے اسکا جو جواب دیا، یہ تھا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ صحیح نہیں ہے، کہ انہوں نے کسی صحابی سے کوئی روایت لی ہو، اور بلا شبہ انہوں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ لہذا جن حضرات کے نزدیک تابعی ہونے کے لیے صرف صحابی کی رویت کافی ہے، وہ انہیں تابعی گردانتے ہیں، اور جن کے نزدیک یہ کافی نہیں ہے، وہ انہیں تابعی شمار نہیں کرتے۔

اور یہی سوال جب حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ سے دریافت کیا گیا، تو انہوں نے جواب دیا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کی ایک جماعت کو پایا ہے، کیونکہ وہ مکہ مکرمہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوئے تھے، وہاں اس وقت صحابہ میں سے سیدنا عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ موجود تھے، اور باتفاق ان کا وصال اسکے بعد ہوا ہے، اور اسی زمانہ میں بصرہ میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ تھے، اور انکا انتقال ۹۰ھ یا اسکے بعد ہوا ہے۔ اور ابن سعد نے بے تردد سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے۔ اور ان دونوں صحابیوں کے علاوہ بھی

بکثرت صحابہ مختلف شہروں میں انکے بعد زندہ موجود تھے۔ بلا شبہ بعض علماء نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے صحابہ کرام سے مرویات کے بارے میں رسالے تالیف کیے ہیں، لیکن انکی اسناد وہاں ضعف سے خالی نہیں ہیں، اور یہ بات معتمد ہے کہ امام اعظم نے بعض صحابہ کو پایا، اور انسے ملاقات کی جیسا کہ مذکور ہوا۔ اور ابن سعد نے "الطبقات" جو کچھ بیان فرمایا اس سے ثابت ہوتا ہے، کہ وہ طبقہ تابعین میں سے تھے۔ یہ بات بلادِ اسلامیہ کے ہمعصر کسی امام کے لیے ثابت نہیں ہے، خواہ شام میں امام اوزاعی ہوں، یا بصرہ میں امام حمادین ہوں، یا کوفہ میں امام ثوری ہوں یا مدینہ منورہ میں امام مالک ہوں، یا مکہ مکرمہ میں مسلم بن خالد زنجی ہوں، یا مصر میں امام لیث ابن سعد ہوں، واللہ اعلم۔ یہ کلام حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ کے بیان کا آخری حصہ ہے۔ انکی بحث کا خلاصہ یہ کہ یہ بات یا اس کے سوا اور بھی جو باتیں ہیں ان کا حکم یہ ہے کہ انکی اسناد ضعیف اور غیر صحیح ہیں، مگر ان میں بطلان نہیں ہے۔ اس وقت یہ امر آسان وسہل ہو گیا کہ ہم انکو بیان کر سکیں، اس لیے کہ ضعیف اسناد کی روایت جائز ہے، اور حسب تصریحات ائمہ انکا اطلاق و بیان درست ہے۔ اسی بناء پر ہم انکی ایک ایک حدیث بیان کرتے اور ان پر بحث و کلام کرتے ہیں۔

(۱) حضرت ابو معشر رحمۃ اللہ اپنی تالیف میں فرماتے ہیں کہ ہم سے "بالاسناد" "بروایت امام ابو یوسف، سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ امام اعظم فرماتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

طلب العلم فريضة على كلِ مسلم۔ علم (دین) کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(۲) اور انہی حضرت انس بن مالک نے فرمایا کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے۔

الدال على الخير كفاعله۔

نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا اس کے کرنے والے کے ہی مانند ہے۔

(۳) انہی سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

ان الله يحب اغاثة اللهفان۔ اللہ تعالیٰ غمزدہ کی دعا کو پسند فرماتا ہے۔

اقول :۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ان احادیث کی اسناد میں ایک راوی احمد بن الصلت بن المغلس (جو کہ جبارہ بن مغلس فقیہ کے بھائی کا فرزند ہے) مجروح واقع ہے۔ اگرچہ پہلی حدیث کا متن والفاظ مشہور ہے، چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ اپنے فتاوے میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اگرچہ اسکے معنی صحیح ہیں۔ اور حافظ جمال الدین المزی ایسی سند کے ساتھ اس حدیث کو بیان کرتے ہیں جس سے مرتبہ "حسن" کو یہ حدیث پہنچ جاتی ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں میرے نزدیک یہ حدیث مرتبہ صحیح کو پہنچتی ہے۔ کیونکہ میں اس حدیث کو تقریباً پچاس ۵۰ طرق کے ساتھ جانتا ہوں، اور ان طرق کو میں نے ایک رسالہ میں جمع بھی کر دیا ہے۔

اب رہی دوسری حدیث، تو اسکا متن والفاظ صحیح ہے، اور ایک جماعت صحابہ سے یہ وارد ہے، اور اس کی اصل "صحیح مسلم" میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ساتھ ان لفظوں سے مروی ہے کہ۔

من دل على خيرٍ فله مثل اجر فاعله۔ جس نے کسی نیک کام کی طرف راہنمائی کی اسکے لیے اس کے کرنے والے کے برابر ثواب ہے۔

اور تیسری حدیث کا متن صحیح ہے، اور صحابہ کرام کی ایک جماعت کی روایت میں وارد ہے اور اسکی تصحیح الضیاء المقدسی (المتوفی ۶۴۳ھ) نے "المختارہ" میں سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کی ہے۔

اسکے بعد حضرت ابو معشر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ بروایت امام ابو حنیفہ واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہما سے "بالاسناد" روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

(۱) دع ما يريبك الىٰ ما لا يريبك۔ جو تجھے شک میں ڈالے اسے چھوڑ کر اسطرف ہو، جو تجھے شک میں نہ ڈالے۔

اور انہی واثلہ سے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ

(۲) لا تظهر الشماتة لا خيك فيعافيه الله ويبتليك۔ اپنے بھائی کو شرمندہ کرنے والی بات کو ظاہر نہ کر تا کہ اللہ تعالیٰ تجھے عافیت دے کہ وہ تجھے ایسی بات میں مبتلا فرمائے۔

اقول :۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ پہلی حدیث کا متن صحیح ہے، اور صحابہ کی ایک جماعت سے یہ مروی ہے، اور اس کی تصحیح امام ترمذی، ابن حبان، حاکم اور الضیاء نے سیدنا حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کی حدیث سے کی ہے۔

اور دوسری حدیث کو امام ترمذی نے انہی واثلہ سے ایک اور سند کے ساتھ

نقل کر کے اسکو مرتبہ "حسن" میں رکھا ہے۔ اور اسکے شہادت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

اسکے بعد حضرت ابو معشر رحمۃ اللہ بروایت ابو داؤد طیالسی، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے "بالاسناد" نقل کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا، اور ۹۴ھ میں کوفہ میں سیدنا عبداللہ ابن انیس رضی اللہ عنہ (صحابی) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے انکو دیکھا، اور انسے سماعت کی اسوقت میری عمر چودہ سال کی تھی۔ میں نے جو سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

حبك الشئی یعمی ویصم ۔ تجھے کسی چیز کی محبت اندھا اور گونگا بنا دیتی ہے۔

اقول :۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔ یہ بات تو اس جگہ بہت ہی بعید ہے کہ کوئی کہے کہ سیدنا عبداللہ ابن انیس جہنی رضی اللہ عنہ جو مشہور صحابی ہیں انکا انتقال ۵۴ھ میں سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی ولادت سے بہت پہلے ہو چکا ہے۔ حالانکہ اسکا جواب یہ ہے کہ عبداللہ بن انیس نام کے پانچ صحابی تھے، ممکن ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جس عبداللہ بن انیس صحابی سے روایت لی ہو، وہ ان پانچوں میں سے مشہور صحابی جہنی کے سواء کوئی اور ہوں۔

اسکے بعد حضرت ابو معشر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ بروایت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہما سے "بالاسناد" روایت پہنچی ہے کہ رسول

رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ

من بنی للہ مسجداً ولو کمفحص قطاةٍ بنی اللہ له بیتاً فی الجنة۔

جس نے اللہ کے لیے تعمیر مسجد میں حصہ لیا اگرچہ بہت مختصر ہی کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔

اقول :۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا متن صحیح ہے بلکہ متواتر ہے۔ اور اس کے بعد حضرت ابو معشر "بالاسناد" نقل کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے سیدتنا عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے سنا کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :۔

اکثر جند اللہ فی الارض الجراد لا آکلہ ولا احرمہ ۔

روئے زمین پر اللہ کا بہت بڑا لشکر ٹڈیاں ہیں، میں نہ اسے کھاتا ہوں اور نہ حرام قرار دیتا ہوں۔

اقول :۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا متن صحیح ہے اور اسے ابو داؤد نے سیدنا سلیمان رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے اور اسکی تصحیح "الضیاء" نے "المختارہ" میں کی ہے۔

تابعین وتبع تابعین سے مرویات امام کا تذکرہ :۔ حافظ جمال الدین المزی فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان مشائخ سے روایتیں

اخذ فرمائی ہیں :۔ (۱) حضرت ابراہیم بن المنتشر (۲) اسماعیل بن عبدالمالک بن ابی الصفیر (۳) جبلہ بن سحیم (۴) ابوہند الحارث بن عبدالرحمٰن الحمدانی (۵) الحسن بن عبید اللہ (۶) الحکم بن عتیبہ (۷) حماد بن ابی سلیمان (۸) خالد بن علقمہ (۹) ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن (۱۰) زبید الیامی (۱۱) زیاد بن علاقہ (۱۲) سعید بن مسروق ثوری (۱۳) سلمہ بن کہیل (۱۴) سماک ابن حرب (۱۵) ابی روبہ شداد بن عبدالرحمٰن (۱۶) شیبان ابن عبدالرحمٰن نحوی، اور یہ آپ کے ہم زمانہ ہیں۔ (۱۷) طاؤس بن کیسان (۱۸) طریف بن سفیان سعدی (۱۹) ابوسفیان طلحہ بن نافع، (۲۰) عاصم بن کلیب (۲۱) عامر شعبی (۲۲) عبداللہ بن ابی حبیبہ (۲۳) عبداللہ بن دینار

(۲۴) عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج (۲۵) عبدالعزیز بن رفیع (۲۶) عبدالکریم بن مخارق بن ابی امیہ بصری (۲۷) عبدالمالک بن عمیر (۲۸) عدی بن ثابت انصاری، (۲۹) عطا بن ابی رباح (۳۰) عطا بن سائب (۳۱) عطیہ بن سعد عوفی (۳۲) عکرمہ مولیٰ ابن عباس، (۳۳) علقمہ بن مرشد (۳۴) علی بن اقمر (۳۵) علی بن حسن زراد (۳۶) عمرو بن دینار (۳۷) عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود (۳۸) قابوس بن ابی ظبیان (۳۹) قاسم بن معن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود (۴۰) قتادہ ابن وعامہ (۴۱) قیس بن مسلمہ جدلی (۴۲) محارب بن دثار (۴۳) محمد بن زبیر حنظلی (۴۴) محمد بن سائب قلبی (۴۵) ابوجعفر محمد بن علی بن حسین

بن علی بن ابی طالب (۴۶) محمد بن قیس حمدانی (۴۷) محمد بن مسلم بن شہاب زہری (۴۸) محمد بن منکدر (۴۹) مخول بن راشد (۵۰) مسلم بطین (۵۱) مسلم ملائی (۵۲) معن ابن عبدالرحمٰن (۵۳) مقسم (۵۴) منصور بن معتمر (۵۵) موسیٰ ابن ابی عائشہ (۵۶) ناصح بن عبداللہ محملی (۵۷) نافع مولیٰ ابن عمر (۵۸) ہشام ابن عروہ (۵۹) ابوغسان مہیشم بن حبیب صراف (۶۰) ولید بن صریع مخزومی (۶۱) یحییٰ بن سعید انصاری (۶۲) ابی حجیہ یحییٰ بن عبداللہ کندی (۶۳) یحییٰ بن عبداللہ جابر (۶۴) یزید بن صہیب فقیر (۶۵) یزید بن عبدالرحمٰن کوفی (۶۶) یونس بن عبداللہ بن ابی جہم (۶۷) ابوخباب کلبی (۶۸) ابوحصین اسدی (۶۹) ابو زبیر مکی (۷۰) ابوسوار "بقول کیے ابوالسوداء سلمیٰ" (۷۱) ابوعون ثقفی (۷۲) ابو فروہ (۷۳) ابومعبد مولیٰ ابن عباس (۷۴) ابویعفور عبدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

تلامذہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ :۔ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ان حضرات نے شرفِ تلمذ حاصل کر کے روایاتِ حدیث حاصل کیں۔ (۱) ابراہیم بن طہمان (۲) ابیض بن اغر بن صباح منقری (۳) اسباط بن محمد قرشی (۴) اسحاق بن یعقوب ازرق (۵) اسد بن عمرو بجلی (۶) اسماعیل بن یحییٰ صیرفی (۷) ایوب بن ھانی جدلی (۸) جارود بن یزید نیشاپوری (۹) جعفر بن عون (۱۰) حارث بن نبہان (۱۱) حبان بن علی عزی (۱۲) حسن بن زیاد

لولوی (۱۳) حسن بن فرات قزاز (۱۴) حسین بن حسن بن عطیہ عونی (۱۵) جعفر
بن عبدالرحمٰن بلخی قاضی (۱۶) حکام بن سلم رازی (۱۷) ابو مطیع حکم بن
عبدالرحمٰن بلخی (۱۸) حماد بن امام ابو حنیفہ (۱۹) حمزہ بن حبیب زیات (۲۰) خارجہ
بن مصعب سرخسی (۲۱) داؤد بن نصیر طائی (امام ربانی ابو سلیمان کوفی المعروف بہ
داؤد طائی رحمۃ اللہ المتوفی ۱۶۵ھ) (۲۲) ابو الہذیل زخر بن ہذیل تمیمی (۲۳) زید
بن حباب عسکلی (۲۴) سابق رقی (۲۵) سعد بن الصلت قاضی شیراز (۲۶) سعد
بن ابی الجہم قابوسی (۲۷) سعید بن سلام بن ہیفاء عطاء بصری (۲۸) سلم بن سالم
بلخی (۲۹) سلیمان بن عمر النخعی (۳۰) سہل بن مزاجم (۳۱) شعیب بن اسحاق دمشقی
(۳۲) صباح بن مہارب (۳۳) صلت بن حجاج کوفی (۳۴) ابو عاصم ضحاک بن
مخلد (یہ اکابرِ تلامذہ اور اصحابِ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ میں سے ہیں، اور امام
بخاری کے مشہور شیوخ میں سے ہیں، بخاری میں ان سے بکثرت روایات ہیں)
(۳۵) عامر بن فرات قسری (۳۶) عائذ بن حبیب (۳۷) عباد بن عوام
(۳۸) عبداللہ بن مبارک (۳۹) عبداللہ بن یزید مقری (۴۰) عبدالحمید بن
عبدالرحمٰن حمانی (۴۱) عبدالرزاق بن ہمام (۴۲) عبدالعزیز بن خالد ترمذی
(۴۳) عبدالکریم بن محمد جرجانی (۴۴) عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابی داؤد
(۴۵) عبدالوارث بن سعید (۴۶) عبیداللہ بن عمر رقی (۴۷) عبداللہ بن موسیٰ
(۴۸) عتاب بن محمد بن شوذان (۴۹) علی بن ظبیان کوفی قاضی (۵۰) علی بن

عاصم واسطی (۵۱) علی بن مسہر (۵۲) عمرو بن محمد عنقزی (۵۳) ابو قطن عمرو
بن ہیثم قطنی (۵۴) ابو نعیم فضل بن دکین (یہ بزرگ بھی اکابرِ شیوخِ امام بخاری
میں سے ہیں) (۵۵) فضل بن موسیٰ سینانی (۵۶) قاسم بن حکم عرنی (۵۷)
قاسم بن معن مسعودی (۵۸) قیس بن ربیع (۵۹) محمد بن ابان عنبری (۶۰) محمد بن
بشیر عبدی (۶۱) محمد بن حسن ابن انس صغانی (۶۲) محمد بن حسن شیبانی (۶۳) محمد
بن خالد وہبی (۶۴) محمد بن عبداللہ انصاری (۶۵) محمد بن فضل بن عطیہ (۶۶)
محمد بن قاسم اسدی (۶۷) محمد بن مسروق کوفی (۶۸) محمد بن یزید واسطی (۶۹)
مروان بن سالم (۷۰) مصعب بن مقدام (۷۱) معافی بن عمران موصلی (۷۲)
مکی بن ابراہیم بلخی (ائمۂ صحاح ستہ نے ان سے احادیث کی روایتیں لیں ہیں اور امام
بخاری کی ثلاثیات کی اکثر روایتیں انہی سے ہیں) (۷۳) ابو سہل نصر بن
عبدالکریم بلخی المعروف بہ صیقل (۷۴) نصر بن عبدالملک عتکی (۷۵) ابو غالب
نضر بن عبداللہ ازدی (۷۶) النضر ابن محمد مروزی (۷۷) نعمان بن عبدالسلام
اسبہانی (۷۸) نوح بن دراج قاضی (۷۹) ابو عصمہ نوح ابن مریم (۸۰) ہریم بن
سفیان (۸۱) ہوذہ بن خلیفہ (۸۲) ہیاج بن بستان برجمی (۸۳) وکیع بن جراح
(۸۴) یحییٰ بن ایوب مصری (۸۵) یحییٰ بن نصرین حاجب (۸۶) یحییٰ بن یمان
(۸۷) یزید بن زریع (۸۸) یزید بن ہارون (۸۹) یونس بن بقیر شیبانی (۹۰) ابو
اسحاق فزاری (۹۱) ابو حمزہ سکری (۹۲) ابو سعد صاغانی (۹۳) ابو شہاب حنات

(۹۴) ابو مقاتل سمرقندی (۹۵) قاضی ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ۔

امام اعظم رحمہ اللہ کے مختصر سیر و مناقب :۔

خطیب بغدادی اپنی تاریخ میں حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میں نے تحصیل علم کا ارادہ کیا، تو علوم کو اختیار کرنے، اور اسکے عواقب و انجام کے بارے میں لوگوں سے استصواب کیا۔اس پر کسی نے مجھ سے کہا کہ تم قرآن کی تعلیم حاصل کرو۔میں نے کہا جب میں قرآن پڑھ لوں اور اسے حفظ کر لوں، تو پھر اسکے بعد کیا ہو؟ انہوں نے کہا، پھر مسجد میں بیٹھ کر بچوں اور نوعمروں سے قرآن سنو۔ پھر انہیں ڈھیل نہ دو کہ وہ تم سے زیادہ یا تمھاری برابر حافظ ہو کر نکلیں اور تمھارا دبدبہ جاتا رہے پھر میں نے کہا، اگر میں حدیث کی سماعت کروں، اور اسکو لکھوں، یہاں تک کہ دنیا میں مجھ سے زیادہ کوئی دوسرا حافظ حدیث نہ ہو تو؟ تو انہوں نے کہا، جب تم بوڑھے اور کمزور ہو جاؤ گے تو تم حدیثیں سناؤ گے اور بچے اور کمسن تمھارے پاس جمع ہو جائیں گے، اسوقت تم غلطی سے محفوظ نہ رہو گے، اور لوگ "کذب" سے متہم کرنے لگیں گے، یہ بات بعد والوں کے لیے آپ پر موجبِ عار ہو گی۔ میں نے کہا، میرے لیے اسکی کوئی ضرورت نہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا، کیا تم "علم نحو" سیکھنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا، جب میں نے نحو اور زبان عرب سیکھ لی، تو اسکے بعد میرے لیے کیا ہو گا؟ تو انہوں نے کہا، تم استاد بن کر ایک سے تین اشرفی

تک کما سکتے ہو۔میں نے جواب دیا، یہ بات آخرت کے لیے کوئی سود مند نہیں۔ پھر کہا گیا کہ شعر گوئی کرو! میں نے جواب دیا، اگر میں شعر و سخن میں غور و فکر کر کے ایسا کمال حاصل کر لوں کہ کوئی میرے مقابل نہ ہو، تو اس میں مجھے کیا فائدہ؟

انہوں نے کہا، لوگ تمھاری تعریف کریں گے، کاندھوں پر اٹھائیں گے، دور دراز سواریوں پر لے جائیں گے، خلعت فاخرہ پہنائیں گے، اور اگر ہجو و مذمت کی، تو عصمت مآبوں پر تہمت لگاؤ گے میں نے جواب دیا، مجھے اسکی ضرورت نہیں ہے۔ پھر میں نے ایک سوال کے جواب میں کہا، اگر میں علم کلام یعنی منطق و فلسفہ میں غور و فکر کروں، تو اس کا انجام کیا ہو گا؟ انہوں نے کہا، جس نے بھی علم کلام میں غور و فکر کیا ہے وہ بدگوئیوں سے محفوظ نہیں رہا ہے، یہاں تک کہ اسے زندیق تک کہا گیا ہے، چنانچہ کسی کو پکڑ کر قتل کیا گیا، اور کوئی ذلیل و خوار ہو کر زندہ رہا ہے۔ میں نے دریافت کیا، اگر میں علم فقہ حاصل کروں تو؟ انہوں نے کہا، لوگ تم سے سوال کریں گے، فتویٰ طلب کریں گے، اور عدل و انصاف چاہیں گے، اگرچہ تم نوجوان ہو۔ میں نے کہا، اس سے بڑھ کر کوئی علم سود مند نہیں ہے، لہذا میں نے فقہ پر استقامت کر لی، اور اسے سیکھنے لگا۔

خطیب بغدادی بروایت زفر بن ہذیل نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو فرماتے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا، میں نے کلام یعنی منطق و فلسفہ

میں اتنا کمال حاصل کیا کہ لوگ میری طرف انگلیوں سے اشارہ کرتے تھے ، اور میں حمّاد بن ابی سلیمان کے حلقہ میں ان کے نزدیک بیٹھتا تھا۔ ایک دن ایک عورت آئی ، اس نے کہا، میرے مرد کے ایک عورت ہے ، وہ چاہتا ہے کہ سنت کے مطابق اسے طلاق دے دے ۔ بتایئے کہ وہ کیسے طلاق دے ؟ (امام صاحب فرماتے ہیں کہ) میں نہیں جانتا تھا کہ میں اس کا کیا جواب دوں۔ لہٰذا میں نے اس عورت سے کہا کہ یہ مسئلہ تم حمّاد سے دریافت کرو اور جو وہ جواب دے مجھے بتاؤ۔ چنانچہ اس نے حمّاد سے پوچھا ۔ انھوں نے فرمایا، مرد عورت کو ایسے طہر (عدم حیض) کی حالت میں ایک طلاق دے جس میں جماع نہ کیا ہو پھر اس سے علیحدگی رکھے ، یہاں تک کہ وہ دو حیض سے فارغ ہو کر غسل کر لے ، اس کے بعد وہ دوسرے سے نکاح کرنے کے لئے حلال ہو جائے گی ۔ چنانچہ اس عورت نے واپس آکر مجھے یہ جواب بتایا۔ اس وقت میں نے اپنے دل مین کہا ، کلام یعنی منطق و فلسفہ میرے لیے بیکار ہے ۔ اور اپنی جوتیاں اٹھا کر حمّاد کی مجلس میں حاضر ہونے کو لازم کر لیا، میں ان سے مسائل کو سنتا اور یاد رکھتا۔ جب دوسرے دن ان کو سناتا تو مجھے وہ مسائل خوب محفوظ ہوتے ، اور دیگر ساتھیوں میں غلطی ہوتی اس وقت حضرت حمّاد نے فرمایا، کوئی بھی شاگرد بجز ابو حنیفہ کے میرے سامنے میرے حلقہ کے شروع میں نہ بیٹھے۔ میری یہ مصاحبت دس سال تک رہی۔ پھر میرے جی نے مجھ سے اسرار کیا کہ "کیوں نہ اپنا سکہ جمایا جائے ، اور ان سے علیحدہ

ہو کر اپنا جداگانہ حلقہ تلامذہ بنا کر بیٹھا جائے" چنانچہ یہ عزم لے کر ایک رات وہاں سے نکلا کہ اپنا حلقہ علیحدہ بناؤں، چنانچہ جب میں جدا ہو کر مسجد میں آیا، تو مجھے خیال آیا کہ ان سے جدائی اور علیحدگی اچھی نہیں ہے۔ پھر میں لوٹ آیا اور ان کی مجلس میں بیٹھ گیا۔ اسی رات حضرت حمّاد کے پاس بصرہ میں کسی ایسے عزیز کے انتقال کی خبر مرگ آئی، جس نے ترکہ میں مال چھوڑا تھا، اور انکے سوا کوئی اور اسکا وارث نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں انکی جگہ انکی واپسی تک بیٹھوں۔ اب میں نے علیحدگی کا ارادہ ترک کر دیا، یہاں تک کہ اس دوران میں ایسے مسائل میرے سامنے آئے جن کو میں نے سنا بھی نہیں تھا، میں ان کا جواب دیتا، اور ان جوابات کو اپنے پاس لکھ کر رکھ لیتا۔ وہ دو مہینوں تک اپنی مجلس سے غائب رہے۔ پھر جب وہ تشریف لائے ، تو میں نے وہ مسائل جو کہ تقریباً ساٹھ تھے ، انکے ملاحظہ میں پیش کیے۔ انہوں نے چالیس ۴۰ مسئلہ میں تو میری موافقت کی، اور بیس مسئلوں میں میری مخالفت کی، اسوقت میں نے اپنے دل میں عزم بالجزم کر لیا کہ زندگی بھر انکی مجلس سے جدا نہ ہونگا چنانچہ جب تک وہ حیات رہے میں انسے جدا نہ ہوا۔

اور خطیب بغدادی بروایت احمد بن عبد اللہ عجلی نقل کرتے ہیں کہ

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بصرہ میں یہ گمان لے کر آیا کہ اب میں ہر مسئلہ کا جواب دے سکتا ہوں۔ وہاں لوگوں نے مجھ سے ایسے مسائل دریافت

کیے جنکا جواب مجھے نہ آتا تھا، اسوقت میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ زندگی بھر حضرت حماد سے جدا نہ ہوں گا، چنانچہ میں انکی صحبت میں اٹھارہ سال رہا۔

اور خطیب بغدادی بروایت ابو یحییٰ حمانی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا ایک دن میں نے ایسا خواب دیکھا جس سے میرے رونگھٹے کھڑے ہو گئے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں نبی کریم ﷺ کی قبر انور کو کھود رہا ہوں۔ پھر بصرہ آیا تو میں نے ایک شخص سے کہا کہ حضرت محمد بن سیرین سے جا کر اس خواب کی تعبیر لاؤ۔ اس نے جا کر دریافت کیا، انہوں نے فرمایا کہ، یہ شخص رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں کو پرکھ رہا ہے اور انکی جستجو کر رہا ہے۔

اور خطیب بغدادی بروایت ابو وہب محمد بن مزاحم نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مبارک سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا، اگر اللہ عزوجل میری مدد و اعانت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سفیان کے ذریعہ نہ کرتا، تو میں عام لوگوں کی مانند ہوتا۔

حضرت خطیب بغدادی بروایت حجر بن عبد الجبار روایت کرتے ہیں کہ کسی نے قاسم بن معن بن عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے کہا کہ کیا تم پسند کرتے ہو کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ہو؟ کہا یقیناً

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس سے بڑھ کر لوگوں کی کوئی مجلس سود مند نہیں ہے۔ پھر قاسم نے اس سے کہا آؤ یعنی امام صاحب کی طرف چلو۔ چنانچہ جب وہ امام صاحب کی مجلس میں آیا، تو وہ جم کر بیٹھ گیا اس سے کہا کیا انکی مثل کسی اور کو دیکھا ہے؟ کیونکہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بہت نیک و پارسا اور سخی تھے۔

خطیب بغدادی بروایت احمد بن صباغ نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام شافعی محمد بن ادریس رحمۃ اللہ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا، کہ کسی نے امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا آپ سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے؟ فرمایا ہاں۔ میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا ہے کہ اگر وہ تم سے کہے، کہ یہ سواری سونے کی ہے، تو وہ دلائل قائم کر کے ثابت کر سکتا ہے کہ یہ سواری سونے کی ہے۔

خطیب بغدادی بروایت روح بن عبادہ نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں حضرت ابن جریح کے پاس ۱۵۰ھ میں موجود تھا کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر آئی، تو انہوں نے

"انا للہ و انا الیہ راجعون" پڑھ کر فرمایا "ایک سراپا علم جاتا رہا"۔

خطیب بغدادی بروایت ضرار بن صرو نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ کسی نے یزید بن ہارون سے پوچھا، حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ زیادہ فقیہ ہیں، یا حضرت سفیان؟ فرمایا حضرت سفیان زیادہ حافظ حدیث ہیں، اور حضرت

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ زیادہ فقیہ !

اور خطیب بغدادی، ابو وہب بن مزاحم روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت عبداللہ ابن مبارک سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گذار کو، اور سب سے زیادہ پارسا کو، اور سب سے زیادہ عالم کو، اور سب سے زیادہ فقیہ کو دیکھا ہے۔ چنانچہ سب سے زیادہ عبادت گذار حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد ہیں، اور سب سے زیادہ پارسا حضرت فضیل بن عیاض ہیں، اور سب سے زیادہ عالم حضرت سفیان ثوری ہیں، اور سب سے زیادہ فقیہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم ہیں پھر فرمایا میں نے فقہ میں انکی مثل کسی کو نہیں دیکھا۔

اور خطیب بغدادی، ابو الوزیر مزوری سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ جب کسی مسئلہ میں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سفیان مجتمع ہو جائیں، تو پھر کون ہے، جو انکے مقابل کوئی فتویٰ لا سکے۔

اور خطیب بغدادی، علی بن حسن بن شفیق سے نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک نے فرمایا جب کسی مسئلہ پر حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سفیان کا اجتماع ہو جائے تو وہی میرا قول ہو جاتا ہے۔

اور خطیب بغدادی، عبدالرزاق سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن مبارک کو یہ فرماتے سنا ہے کسی کے لیے یہ سزاوار نہیں کہ وہ کہے کہ یہ میری

اور خطیب بغدادی، بشر بن حارث سے نقل کرتے ہیں کہ کہا میں نے عبداللہ بن داؤد کو فرماتے سنا ہے کہ جب میں اخذ حدیث کو قصد کرتا، تو حضرت سفیان کے پاس جاتا، اور جب اسکی باریکیوں کے حاصل کرنے کا ارادہ کرتا تو حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا۔

اور محمد بن بشر سے خطیب بغدادی، نقل کرتے ہیں کہ جب میں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سفیان کے پاس سے ایک دوسرے کی خدمت میں حاضر ہوتا، تو حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ مجھ سے فرماتے تم کہاں سے آئے ہو؟ میں کہتا سفیان کے پاس سے! تو فرماتے یقیناً تم ایسے شخص کے پاس سے آرہے ہو جو اگر علقمہ اور اسود بھی انکے پاس آجائیں، تو وہ دونوں بھی انکی ہی مانند حجت لائیں۔ پھر اگر سفیان کے پاس آتا، تو وہ دریافت فرماتے کہ تم کہاں سے آرہے ہو؟ تو میں کہتا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے! تو وہ فرماتے یقیناً تم ایسے شخص کے پاس سے آرہے ہو، جو روئے زمین پر سب سے بڑا فقیہ ہے۔

اور خطیب بغدادی، یحییٰ بن زبان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا مجھ سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے بصریو! تم مجھ سے زیادہ نیک و پارسا ہو، اور میں تم سے زیادہ فقیہ ہوں۔ اور ابو نعیم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ مسائل میں غوطہ زن رہنے والے

شخص تھے۔

اور محمد بن سعد کاتب سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن داؤد خریبی سے سنا ہے کہ انہوں نے کہا، تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنی نمازوں میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ اسکے بعد انہوں نے کہا، امام صاحب نے مسلمانوں کے لیے سُنن وفقہ کی حفاظت فرمائی ہے۔ اور خطیب بغدادی، احمد بن محمد بلخی سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے شداد بن حکیم سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر زیادہ عالم کسی کو نہیں دیکھا۔ اور خطیب، اسماعیل بن محمد فارسی سے روایت کرتے ہیں کہ میں مکی بن ابراہیم (جو اکابرِ شیوخ امام بخاری میں سے ہیں، اور انسے اکثر ثلاثیات بخاری مروی ہیں) سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ امام صاحب "اعلم اہل زمانہ" تھے۔ اور خطیب، یحییٰ بن سعید قطان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا خدا ہم سے جھوٹ نہ بلائے ہم نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ صائب الرائے کسی کو نہیں سنا، اور ہم نے انکے بہت سے اقوال کو اختیار کیا ہے۔ یحییٰ ابن معین فرماتے ہیں کہ یحییٰ ابن سعید فتوے میں کوفیوں کے مذہب کو اختیار کرتے تھے۔ اور انہی کے اقوال میں سے کسی قول کو مختار ٹھہراتے تھے، اور انکے اجتہاد کو اپنے شاگردوں کے درمیان اتباع کرتے تھے۔

افادہ :۔ "خلاصۃ تذہیب التہذیب" میں ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان بصری حافظ الحدیث اور ائمہ جرح و تعدیل میں سے قابل حجت شخص تھے۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ میری آنکھوں نے انکا ہم مثل نہیں دیکھا۔ اور محمد بن بشار فرماتے ہیں یحییٰ بن سعید امام اہل زمانہ تھے۔ لہذا ان دونوں حضرات کے شواہد سے معلوم ہوا کہ یحییٰ بن سعید جو کہ ائمہ محدثین میں سے ایک جلیل القدر امام اصحابِ صحاح ستہ کے شیوخ میں سے قابل حجت شخص ہیں، وہ بھی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے اکثر اقوال واجتہاد کو اپنا مذہب مختار گردانتے تھے"۔ فافہم مترجم غفرلہ،

حضرت خطیب، ربیع سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی فرزندی میں ہیں۔

اور یہی خطیب بغدادی، حرملہ بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تمام لوگ ان پانچ شخصوں کی فرزندی میں ہے، لہذا جو فقہ میں تجری اور مہارت کا ارادہ کرتا ہے، وہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کی فرزندی میں ہے، کیونکہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ان اشخاص میں سے ہیں جن کے لیے فقہ میں موافقت تھی۔ اور جو شعر گوئی میں ملکہ چاہتا ہے، وہ زہیر بن ابی سلمیٰ کی فرزندی پر ہے اور جو مغازی میں کمال علم کا خواست گار ہے وہ محمد بن اسحاق کی فرزندی پر ہے۔ اور جو علم نحو

میں مہارت چاہتا ہے، وہ امام کسائی نحوی کی فرزندی میں ہے اور جو تفسیر قرآن میں کمال دسترسی کا خواہاں ہے، وہ مقاتل بن سلیمان کی فرزندی میں ہے۔

ایک رکعت میں ختم قرآن :۔ خطیب بغدادی، حماد بن یونس سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسد بن عمرو کو فرماتے سنا ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حفظ قرآن کے بعد چالیس سال تک عشاء کے وضو سے نماز فجر پڑھی ہے، اور عام راتوں میں دستور تھا کہ نماز کی پہلی رکعت میں پورا قرآن تلاوت کرتے تھے۔ اور اس میں انکی گریہ وزاری ایسی سنائی دیتی تھی کہ ہمسائے ان پر ترس کھا جاتے تھے اور جس مقام پر انہوں نے انتقال فرمایا اس جگہ ستر ہزار مرتبہ قرآن کریم حافظہ سے ختم فرمایا ہے۔

خطیب بغدادی، حماد بن ابی حنیفہ رحمہا اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا جب میرے والد ماجد امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے رحلت فرمائی تو مجھ سے حسن ابن ابی عمارہ نے آپ کو غسل دینے کی اجازت مانگی، چنانچہ انہوں نے غسل دے کر کہا "یرحمك الله و غفر لك" آپ نے تیس سال سے نہ تو افطار کیا، اور نہ چالیس سال سے راتوں میں داہنے ہاتھ کو تکیہ تک بنایا۔ یقیناً آپ نے بعد والوں کو مشقت میں ڈال دیا، اور قراء قرآن کو (جو راتوں کو سوتے ہیں) رسوا کر دیا۔

یہی خطیب بغدادی، امام ابو یوسف سے روایت کرتے ہیں کہ کہا میں

(اپنے استاد) امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہا تھا کہ ایک شخص کو دوسرے سے کہتے سنا کہ یہ وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں، جو رات کو سوتے نہیں ہیں، امام صاحب نے فرمایا، خدا کی قسم! میرے متعلق ایسی بات نہ کہو جسے میں کرتا نہیں ہوں۔ حالانکہ آپ رات کو نماز، دعا، اور گریہ وزاری سے زندہ رکھتے تھے۔

اور خطیب بغدادی، حفص بن عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ کہا میں نے مسعر بن کدام کو کہتے سنا ہے کہ ایک رات میں مسجد میں داخل ہوا، تو دیکھا ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے، میں نے اسکی قرأت کو غور سے سنا، یہاں تک کہ قرآن کا ساتواں حصہ ختم کر لیا۔ پھر میں نے گمان کیا کہ شائد اب رکوع کریں مگر اس نے آگے پڑھنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ تہائی پھر نصف تک پورا ہو گیا، وہ شخص برابر قرأت میں مصروف رہا، یہاں تک کہ ایک رکعت میں مکمل قرآن ختم کر لیا۔ اسکے بعد جب میں اس پر نظر ڈالی، تو پتہ چلا یہ تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

یہی خطیب بغدادی، خارجہ بن مصعب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا، ایک رکعت میں ختم قرآن چار اماموں نے کیا ہے (۱) سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، (۲) تمیم داری (۳) سعید بن جبیر (۴) امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

اور یہی خطیب، یحیٰی بن نصر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بسا اوقات ماہِ رمضان مبارک میں ساٹھ ختم قرآن کرتے تھے۔

امام صاحب کا ورع اور تقویٰ

خطیب بغدادی، حبان بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ کہا میں نے عبد اللہ بن مبارک کو فرماتے سنا ہے کہ جب میں کوفے میں آیا، تو میں نے لوگوں سے سب سے متورع اور پارسا شخص کے بارے میں پوچھا، وہ کون ہے؟ انہوں نے کہا، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

اور یہی خطیب، علی بن حفص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ حفص ابن عبد الرحمٰن تجارت میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شریک تھے، آپ نے کچھ سامانِ تجارت دیکر ان کو بھیجا، اور انہیں بتادیا کہ فلاں کپڑے کے تھان میں عیب ہے، لہٰذا جب تم فروخت کرو، تو بتادینا۔ چنانچہ حفص نے وہ تمام مال فروخت کردیا، اور اس عیب کو بتانا خریدار کو بھول گئے، اور یہ بھی نہ جانتے تھے کہ وہ تھان کس کے ہاتھ فروخت کیا ہے۔ جب امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا، تو آپ نے مالِ تجارت کی تمام رقم کو صدقہ کردیا۔

اور خطیب، حامد بن آدم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا، میں نے عبد اللہ بن مبارک سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا، میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ متورع کسی کو نہیں دیکھا۔

اور خطیب عبد اللہ بن عمروتی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ابن ہبیرہ نے امام ابو حنیفہ سے کوفہ کی قضاء کے بارے میں گفتگو کی، تو آپ نے انسے انکار فرمادیا۔

اور یہ بھی خطیب، مغیث بن بدیل سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا، خارجہ بن مصعب بیان کرتے ہیں کہ خلیفہ وقت منصور نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو دس ہزار درہم عطا کرنے کی پیشکش کی، اور انہیں اس کے لینے کے لیے بلایا، تو انہوں نے مجھ سے مشورہ کرتے ہوئے فرمایا، یہ شخص ایسا ہے کہ اگر میں اسے نہ لوں، تو وہ غضبناک ہو جائے گا، اور اگر پیشکش کو قبول کرلوں، تو وہ میرے دین میں دخل انداز ہو جائے گا، جسے میں ناپسند کرتا ہوں، اس پر میں نے کہا آپ کے سامنے ایک عظیم رقم کی پیش کش ہے، جب وہ آپ کو اسے لینے کے لیے بلائے، تو آپ فرمادیں کہ میں امیر المومنین سے کوئی آرزو نہیں رکھتا ہوں۔ چنانچہ جب آپ کو بلایا گیا کہ اسے آکر قبول فرمائیں، تو آپ نے یہی جواب دیا۔ جب خلیفہ کے پاس خبر پہنچی، تو اسنے آپ کو قید کردیا۔ خارجہ بن مصعب کہتے ہیں کہ امام صاحب اپنے کسی معاملہ میں میرے سوا کسی سے مشورہ نہیں لیتے تھے۔

اور خطیب بغدادی، محمد بن عبد المالک دقیقی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے یزید بن ہارون (المتوفی ۲۰۶ھ از کبارِ شیوخ بخاری و

اصحاب الصحاحِ الستہ) سے سنا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے لوگوں سے ملاقاتیں کی ہیں، لیکن کسی کو بھی امام ابو حنیفہ سے زیادہ عاقل، افضل اور متورع نہیں پایا۔ (مقامِ غور ہے کہ یزید بن ہارون، مشہور حفاظ حدیث کے چوٹی کے افراد میں سے ہیں، وہ آپ کی کیسی مدح فرماتے ہیں اور اپنے زمانہ کے تمام اکابر علماء اعلام سے افضل وبلند کہتے ہیں۔ مترجم)

اور خطیب، محمد بن عبداللہ انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ایسے شخص تھے کہ جن کی فراست انکی گفتگو، چلنے اور آنے جانے سے ظاہر ہوتی تھی۔ اور یہی خطیب، حجر بن عبدالجبار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر مجلسوں میں مکرم نہیں دیکھا، اور نہ اپنے ساتھیوں، شاگردوں کا اعزاز واکرام کرتے ہوئے ان سے بڑھ کر دیکھا۔

خطیب بغدادی، اسماعیل بن حماد بن ابی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا، ہمارے پڑوس میں ایک پسنہار رافضی رہتا تھا، اس کے دو خچر تھے ایک کو ابو بکر اور دوسرے کو عمر کے نام سے پکارتا تھا، ایک رات اس نے ایک کے برچھا مارا، اور وہ مر گیا، جب اسکی خبر امام صاحب کو ہوئی، فرمایا دیکھو اس نے جس خچر کو برچھا مار کر ہلاک کر دیا، وہ اسے عمر پکارتا تھا۔ چنانچہ جب لوگوں نے جا کر دیکھا، تو ایسا ہی تھا۔

اور خطیب، سلیمان بن ابی سلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ مساور الوراق (شاعر) نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مذمت میں کچھ اشعار کہے۔ پھر جب امام صاحب کی اس سے ملاقات ہوئی، فرمایا تو میری مذمت میں کچھ اشعار کہے مگر میں تجھ سے راضی ہوں، اور اسکے بعد کچھ درہم اسکے پاس بھیج دیے، پھر اس نے کہا۔

اذا ما اهل مصرٍ ما دهونا   بداهية من الفتيا لطيفة
اتيناهم بمقياس صحيح   صليب من طراز ابی حنيفة
اذا سمع الفقيه به حواه   وأُثبته بحبر فی صحيفة

یعنی جب اہلِ شہر پر ذلتیں دراز ہو جائیں، اور باریک ولطیف فتاوے سے ڈرنے لگیں تو ہم تمہارے سامنے صحیح معیار پیش کرتے ہیں، جو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے طریقہ سے بھی سخت تر ہے جب کوئی فقیہ کسی معروضات کو سنتا ہے، تو جہاں اسے وہ اپنے صحیفوں میں لکھتا ہے۔

اور خطیب، محمد بن احمد بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا مجھ سے میرے دادا نے کہا ہے کہ میرے کچھ ساتھیوں نے میرے پاس حضرت عبداللہ بن مبارک کے یہ اشعار لکھ کر بھیجے جس میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی انہوں نے مدح وتعریف کی ہے۔

رأيت ابا حنيفه كل يومٍ   يزيد نبالة و يزيد خيراً

وینطق بالصواب و یصطیفه   اذا ما قال اهل الجور جوراً

یقایس من یقایسه بلب   فمن ذا یجعلون له نظیراً

کفانا فقه حمادٍ و کانت   مصیبتنا به امراً کبیرًا

فرد شماتة الاعداء عنا   و ابدی بعده علماً کثیراً

رأیت ابا حنیفه حین یؤتی   و یطلب علمه بحراً غزیراً

اذا ما المشکلات تدافعتها   رجال العلم کان بها بصیراً

یعنی ہر دن یہی دیکھا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ، ہمیشہ فہم و خیر کی زیادتی میں ہی ہیں۔ وہ صحیح اور درست بات ہی فرماتے ہیں جبکہ ظالم لوگ ظلم کی بات کرتے ہیں۔ قیاس کرنے والا تو عقل ہی کے ذریعے قیاس کرتا ہے، تو کون ہے جو ان کا نظیر بن سکے، ہمیں صرف امام حماد کا فقہ ہی کافی ہے، ہماری اگرچہ مصیبتیں بہت زیادہ ہیں۔ دشمنوں کے استہزاء کو دور کر کے، ہم نے ان کے بعد علم وافر پھیلایا۔ میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے جب وہ دینے پر آتے، اور کوئی ان سے طلبِ علم کرتا تو وہ بحرِ ناپید اکنار تھے۔ جب انہوں نے ہماری تمام مشکلیں دور کر دیں، تو شائقینِ علم نے ان کو صاحبِ بصیرت مانا۔"

اور خطیب بغدادی، ابن ابی داؤد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ عام لوگ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جاہل، اور ان سے حسد کرتے ہیں۔

انہی سے یہ بھی منقول ہے کہ لوگ امام صاحب کے بارے میں حاسد اور جاہل ہیں۔ اور ان میں سے وہ لوگ میرے نزدیک اچھے ہیں، جو امام صاحب کے حالات سے ناواقف جاہل ہیں۔

اور خطیب بغدادی، بروایت عبد العزیز بن ابی داؤد وکیع سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو انکو میں نے متفکر اور پریشان دیکھا، مجھ سے فرمایا کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے کہا شریک کے پاس سے، اور میں نے خیال کیا شائد آپ کے پاس کوئی بری خبر پہنچی ہے، پھر آپ نے سر اٹھا کر یہ اشعار فرمائے۔

ان یحسدونی فانی غیر لائمهم

قبلی من الناس اهل الفضل قد حسدوا

فدام لی ولهم مابی وما بهم

ومات اکثرنا غظاً بها مجدوا

یعنی اگر وہ مجھ سے حسد کرتے ہیں تو میں انکو ملامت نہیں کرتا، مجھ سے پہلے اہل فضیلت پر بھی حسد کیا گیا ہے وہ اور کریں اور اپنے اپنے کاموں میں ہمیشہ رہیں، ہم میں سے بہت غصہ میں مرجائیں گے مگر وہ نہ پاسکیں گے جسے وہ چاہتے ہیں۔

خطیب بغدادی، احمد بن عبد قاضی رے سے روایت کرتے ہیں کہ ہم

ابن ابی عائشہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، وہاں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں گفتگو چل پڑی، ان میں سے کسی نے کہا ہم انہیں کچھ نہیں سمجھتے، تو انہوں نے اس سے کہا کہ اگر تمھاری ان سے ملاقات ہو جائے، تو انکے گرویدہ ہو جاؤ، میں انکے مقابلہ میں نہ تو تمہیں، اور نہ کسی اور کو کچھ سمجھتا ہوں، کسی شاعر نے کیا خوب کہا۔؎

اقلو عليهم ويلكم لا ابالكم

من اللوم او سدو االمكان الذى سدوا

یعنی ان میں سے بہت کم ہو گئے، تمہارے لئے ہی خرابی ہے، مگر مجھے ملامت کی کوئی پروا نہیں، یا درست کرنے والا جہاں کہیں بھی ہو۔ اور خطیب، بغدادی، یحییٰ بن ضریس سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے کہا، میں نے سفیان سے سنا ہے کہ انکے پاس ایک شخص آیا، اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کتاب اللہ کو لیتا ہوں، پھر اگر مجھے اس میں مسئلہ نہیں ملتا تو سنت رسول اللہ ﷺ میں تلاش کرتا ہوں، پھر جب کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں دستیاب نہیں ہوتا، تو میں آپ کے اصحابہ کرام کے اقوال کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ ان میں سے جس کو چاہتا ہوں لے لیتا ہوں، اور جسے چاہتا ہوں چھوڑ دیتا ہوں، لیکن میں ان میں کسی قول کے قول سے باہر نہیں جاتا اور کسی اور کی طرف نظر نہیں ڈالتا پھر جب مسئلہ مکمل ہو جاتا، تو اسے حضرت

ابراہیم، شعبی، ابن سیرین، حسن، عطاء ابن المسیب وغیرہ چالیس مجہتدین کے سامنے رکھا جاتا، وہ اسی نہج پر غور وفکر اور اجتہاد فرماتے"۔

ابو عبد اللہ الحسین بن محمد بن خسرو بلخی اپنی مسند کے مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ محمد بن سلمہ کہتے تھے کہ خلف بن ایوب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو صفتِ علم سے نوازا، پھر آپ نے اپنے صحابہ کو اس سے سرفراز کیا، پھر وہ تابعین میں منتقل ہوا، اس کے بعد اب علم سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور انکے تلامذہ بہرہ ور ہیں۔

اور یہی ابو عبد اللہ محمد بن حفص سے بروایت حسن بن سلیمان سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حدیث پاک لا تقوم الساعة حتىٰ يظهر العلم (اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ علم خوب غالب نہ ہو جائے) کی تفسیر میں اپنی کتاب "تفسیر الآثار" میں بیان کیا کہ وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا علم ہے۔

اور یہی ابو عبد اللہ سعید بن منصور سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فضیل بن عیاض (حنفی التوفی بمکہ ۱۸۷ھ) کو فرماتے سنا ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ مرد فقیہ، معروف بالفقہ، مشہور بالورع تھے، وافر مال و دولت رکھنے والے اور ہر ایک پر دل کھول کر خرچ کرنے والے تھے۔ اور رات دن تعلیم علم میں منہمک و مصروف رہتے تھے، عمدہ رات گذارنے والے، اور خاموش طبع، اور

کم گو تھے، یہاں تک کہ مسئلے کے جواب میں صرف یہ حلال ہے یا حرام فرماتے (یعنی طویل اور بے معنی گفتگو و تحریر سے بچتے تھے) وہ خدا کی راہ میں خوب خرچ کرتے، اور بادشاہ کے مال و تحفے سے دار بھاگتے۔ اور جب انکے سامنے کسی مسئلہ پر حدیث صحیح بیان کر دی جاتی تھی، وہ اسکا اتباع کرتے تھے، خواہ وہ حدیث بوساطتِ صحابہ ہو یا تابعین، ورنہ وہ قیاس واجتہاد فرماتے اور خوب اجتہاد فرماتے۔

اور یہی ابو عبد اللہ، ابو عبید سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امام شافعی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ جو فقہ کو سمجھنا اور پہچاننا چاہے اسے لازم ہے کہ وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور انکے شاگردوں کا دامن پکڑے، کیونکہ تمام لوگ فقہ میں انکے ہی بچے ہیں۔

اور یہی ابو عبد اللہ، ربیع سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا، خدا کی قسم! امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ عظیم الامانت تھے، اور انکے قلبِ مبارک میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت اور اسکی کبریائی بھرپور تھی، اور وہ ہر شے پر رضائے الٰہی کو غالب رکھتے تھے، اگر اللہ کی راہ میں انکو تلواروں کی باڑھ پر اٹھایا جاتا، تو یقیناً اٹھنا گوارا کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو، اور حق تعالیٰ اور اسکے بندے اس پر راضی ہوں، بلاشبہ وہ ابرار میں سے تھے۔

اور یہی ابو عبد اللہ، حسن بن حارث سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نظر بن شمیل کو کہتے سنا ہے کہ لوگ فقہ کے معاملہ میں خوابِ

غفلت میں تھے، یہاں تک کی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اس سے بیدار کیا، اور فقہ کو خوب واضح نکھار کر بیان فرمایا۔

اور یہی ابو عبد اللہ، ابنِ مبارک سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کو حلقہ باندھے دیکھا ہے، اور طلباء کے درمیان آپ تشریف رکھتے ہوتے، وہ آپ سے سوال کرتے اور آپ ان کو سمجھاتے ہوتے تھے۔ میں نے آپ سے بڑھ کر فقہ میں گفتگو کرتے کسی کو نہ دیکھا۔

اور یہی ابو عبد اللہ، ابو نعیم سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ خوش رو، خوش لباس، پاکیزہ، حسن مجلس، خوب عزت کرنے والے، اور اپنے ہم جلسیوں سے بہترین انس و محبت کرنے والے بزرگ تھے۔

اور یہی ابو عبد اللہ، عبد الرزاق سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا، میں معمر کے پاس تھا کہ ابن مبارک تشریف لائے، تو میں نے معمر کو کہتے سنا کہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے بہترین کسی شخص کو نہیں جانتا، جو فقہ میں عمدہ گفتگو کرے، اور اسکا اجتہاد وسیع ہو، از روئے فقہ، حدیث کی تشریح کرتا ہو، انکی معرفت سب سے عمدہ تھی، اور امام صاحب کی مانند کسی کو زیادہ مہربان نہ دیکھا کہ جو اللہ تعالےٰ کے دین میں شک کا کچھ حصہ بھی رہنے دے۔

اور یہی عبد اللہ، بشر بن حارث سے روایت کرتے ہیں کہ ابن داؤد سے یہ فرماتے سنا ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی بد گوئی نہیں کر

سکتا بجز ان دو شخصوں کے یا تو وہ انکے علم سے حسد کرنے والا ہوگا، یا ان کے علم سے جاہل و ناواقف ہوگا، اور ان کے تبحر علمی سے نادان ہوگا۔ بلاشبہ ابو معاویہ فرید (نابینا) کو فرماتے سنا کہ میں ہارون رشید کے پاس تھا، کہ مجھے کچھ شیرینی کھلائی گئی، پھر تشت و پانی لایا گیا اور میرے ہاتھوں کو پانی سے دھلایا گیا، اس کے بعد امیر المومنین نے مجھ سے پوچھا، تم جانتے ہو کس نے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا ہے؟ تو میں نے کہا اے امیر المومنین نہیں! (کیونکہ نابینا ہوں)۔ امیر المومنین نے کہا، میں نے آپ کے علم و فضل کی بزرگی کی وجہ سے خود پانی ڈالا ہے۔ تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ تیری عزت کرائے جسطرح تو نے علم کی عزت افزائی کی ہے۔

بشر بن موسیٰ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ابو عبدالرحمٰن مقری ہم سے بیان کرتے ہیں کہ جب ہم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ مروی کسی حدیث کو بیان کرتے، تو ہم کہتے حدثنا شاھنا یعنی ہمارے بادشاہ نے ہم سے حدیث بیان فرمائی۔

نیز ابن ابی اویس سے مروی ہے کہا میں نے ربیع کو فرماتے سنا ہے کہ ایک دن امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ، منصور کے پاس پہنچے، ان کے پاس عیسیٰ بن موسیٰ موجود تھے تو منصور نے آپ کا تعارف کراتے ہوئے کہا، آج دنیا میں عالم یہ شخص ہے۔ اسکے بعد امام صاحب کی طرف متوجہ ہو کر دریافت کیا، اے نعمان! آپ نے کس سے علم حاصل فرمایا ہے؟ فرمایا، سیدنا عمر بن خطاب، اور ان

کے اصحاب سے، اور سیدنا علی اور انکے اصحاب سے، اور سیدنا عبداللہ اور ان کے اصحاب سے، اور ان سے جو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں ان سے بڑھ کر روئے زمین پر عالم تھے۔ اس پر منصور نے کہا" یقیناً آپ نے اپنے لیے بہترین علماء کا اعتماد فرمایا ہے"۔

نیز یحییٰ الحمانی سے مروی ہے، کہا میں نے ابن مبارک کو فرماتے سنا ہے کہ میں نے سفیان ثوری سے دریافت کیا، اے ابو عبداللہ! کیا وہ باتیں بعید از قیاس نہیں ہیں جو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے دشمن سے انکے پس پشت غیبت کرتے ہوئے سنتا ہوں؟ انہوں نے فرمایا صحیح ہے، خدا کی قسم! میں سمجھتا ہوں کہ ان کی نیکیوں کو کوئی کم نہیں کر سکتا، البتہ وہ اپنی نیکیاں مٹاتے ہیں۔

اور ابن مبارک سے مروی ہے کہا میں نے حسن بن عمارہ کو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی سواری کی رکاب تھامے دیکھا ہے، اور وہ فرما رہے تھے کہ خدا کی قسم! میں نے مسائل فقیہ میں ان سے زیادہ کسی کو بلیغ گفتگو فرماتے نہیں پایا، اور نہ ان سے بڑھ کر مختصر کسی کا جواب دیکھا۔ بلاشبہ یہ اپنے زمانے میں بلانزاع متکلمین کے سردار ہیں۔ جو کوئی انکی بدگوئی کرتا ہے، وہ حسد ہی سے کرتا ہے۔

اور مسعر بن کدام سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسجد میں آیا، تو آپ کو اشراق کی نماز پڑھتے دیکھا، اسکے بعد وہ طلباء کو پڑھانے وہی بیٹھ گئے اور نماز ظہر تک وہی پڑھاتے رہے، اس کے بعد عصر تک

پڑھایا، پھر مغرب تک۔ جب مغرب کی نماز پڑھ چکے، تو اس انتظار میں تشریف رکھی کہ نماز عشاء ادا کر جائے۔ اس وقت میں نے اپنے دل مین خیال کیا، یہ عجیب بزرگ ہیں کہ اپنے اس شغل میں کبھی عبادت سے فارغ ہی نہیں ہوتے اور نہ یہ تھکتے ہیں۔ پھر بعد عشاء جب سب لوگ مسجد سے چلے گئے، تو آپ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی، اس کے بعد وہ اپنے مکان میں تشریف لے گئے، لباس تبدیل کر کے پھر مسجد میں تشریف لے آئے اور صبح کی نماز پڑھی، پھر طلباء کو ظہر تک پڑھایا، پھر عصر تک، پھر مغرب تک، پھر عشاء تک۔ اسوقت میں نے دل میں خیال کیا، یہ عجیب بزرگ ہیں، اب رات بھی یونہی گذار دیں گے، اور رات بھی انہیں تھکا نہ سکے گی۔ پھر جب نماز عشاء کے بعد لوگ چلے گئے، تو نماز کیلئے کھڑے ہو گئے، اور گذشتہ شب کے مطابق عمل کیا، پھر جب صبح صادق ہوئی تو اسی طرح مکان میں لباس تبدیل کر کے مسجد میں تشریف لائے اور نماز فجر پڑھی، اور اس کے بعد گذشتہ دونوں دنوں کی طرح پڑھایا، یہاں تک کہ جب آپ نے نماز عشاء پڑھی، تو میں نے دل میں خیال کیا، بلاشبہ یہ بزرگ اس رات کو بھی اسی طرح نماز میں گذار دیں گے جس طرح گذشتہ دونوں راتوں کو میں نے دیکھا ہے، اور رات بھی انہیں تھکا نہ سکے گی۔ چنانچہ آپ نے اس رات کو بھی ویسا ہی کیا، پھر جب صبح ہوئی تو حسب سابق عمل فرمایا۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں عہد کیا کہ میں ہرگز یہاں سے نہ

جاؤں گا، جب تک یا تو ان کا انتقال نہ ہو جائے یا میں نہ مر جاؤں۔ پھر انہوں نے مسجد میں مستقل اقامت کر لی۔ ابن ابی معاذ فرماتے ہیں کہ پھر مجھے یہ خبر پہنچی کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسجد میں حضرت مسعر نے حالتِ سجدہ میں انتقال فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہ

اور ابو الجویریہ سے یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے کہا، بلاشبہ میں نے حماد بن ابی سلیمان القمہ بن مرشد، محارب بن دبار اور عون بن عبداللہ صحبتیں بھی کی ہیں، اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی صحبت میں بھی حاضر ہوا ہوں، مگر ان میں سے کسی کو بھی امام صاحب سے زیادہ احسن طریق پر رات کو گزارنے والا نہ پایا۔ بلا شبہ میں نے امام صاحب کی خدمت میں چھ مہینے حاضری دی ہے، لیکن کبھی بھی کسی پہلو پر آرام کرتے نہیں دیکھا۔

اور ابو حمزہ سکری سے مروی ہے، کہا میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی کوئی حدیث مل جاتی ہے، تو پھر میں اس کے علاوہ کسی اور پر توجہ ہی نہیں کرتا، اور بے چون وچرا اسی پر عمل کرتا ہوں۔ اور جب کسی صحابی کی حدیث پہنچتی ہے تو ہم مختار ہوتے ہیں۔ اور جب کسی تابعی کی روایت ملتی ہے، تو ہم مزاحمت کرتے ہیں۔

اور ابو غسان سے بھی مروی ہے، انہوں نے کہا میں نے اسرائیل کو فرماتے سنا ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سیدنا نعمان کتنے اچھے بزرگ تھے

!جس حدیث میں کوئی مسئلہ فقہیہ کو تو وہ اس کی سب سے زیادہ محافظت کرنے والے ،اور اس میں خوب غور و خوض کرنے والے تھے۔ خلفاء و امراء اور وزراء ان کی تعظیم و تکریم کرتے تھے،اور جو کوئی کسی مسئلہ فقہیہ میں ان سے مناظرہ کرتا، تو وہ اس کے اوپر غالب آجاتے تھے۔بلاشبہ حضرت مسعر فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص امام صاحب اور اللہ تعالیٰ کے درمیان رخنہ اندازی اور حائل ہونے کی کوشش کرتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ وہ نہ خوفِ خدا رکھتا ہے،اور نہ اپنی جان پر احتیاط برتتا ہے۔

اور حارث بن ادریس سے مروی ہے ،انہوں نے کہا ابو وہب عامری فرماتے ہیں کہ اس کو کہہ دو، جو موزوں پر مسح کرنے پر اعتقاد نہیں رکھتا،اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اعتراض کرتا ہے کہ وہ کم عقل ہیں۔

اور ابو بکر عیاش سے یہ بھی مروی ہے کہ جب سفیان کے بھائی عمر بن سعید کا انتقال ہوا، تو ہم انکی تعزیت کرنے کے لیے سفیان کے پاس گئے،اسوقت ان کی مجلس گھر والوں اور تعزیت کرنے والوں سے بھری ہوئی تھی،ان میں عبداللہ بن ادریس بھی تھے۔اسی وقت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اپنی ایک جماعت کے ساتھ تعزیت کے لیے تشریف لائے جس وقت سفیان نے آپ کو دیکھا، تو مجلس سے اٹھ کر تعظیم و خیر مقدم کے لیے آگے بڑھے،اور عزت و احترام کے ساتھ اپنی جگہ لا کر بٹھایا،اور خود آپکے آگے دو زانو ہو کر بیٹھ گئے (جب امام

صاحب تعزیت کر کے تشریف لے گئے) تو میں نے کہا اے ابو عبداللہ !(سفیان کی کنیت ہے) آج میں نے آپکا ایسا عمل دیکھا ہے جسے آپ ناپسند کرتے تھے،اور ہم لوگوں کو اس سے باز رکھا کرتے تھے۔انہوں نے پوچھا،ایسا کونسا عمل تم نے دیکھا؟ میں نے کہا آپ کے پاس امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے، تو آپ نے نہ صرف تعظیم کے لیے قیام فرمایا بلکہ انکو اپنی جگہ پر بٹھا کر ادب و تواضع میں خوب مبالغہ فرمایا۔سفیان نے فرمایا، میں نے اس کے لیے تو کبھی تمھیں منع نہ کیا ، یہ شخص (امام صاحب) علم کے بہت اونچے مقام پر فائز ہے۔ اگر میں انکے علم کے لیے نا کھڑا ہوتا، تو انکی کبر سنی کے لیے کھڑا ہوتا۔اور اگر کبر سنی کے لیے کھڑا نہ ہوتا، تو انکے فقہ کے لیے کھڑا ہوتا۔اور اگر فقہ کے لیے بھی کھڑا نہ ہوتا، تو انکے تقویٰ اور ورع کے لیے کھڑا ہوتا۔میں ان کے اس جواب سے لاجواب ہو کر رہ گیا۔

اور نعیم بن حماد سے یہ بھی مروی ہے ،انہوں نے فرمایا، میں نے عبداللہ بن مبارک کو فرماتے سنا ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی کوئی حدیث پہنچتی ہے، تو میرے سر آنکھوں پر۔اور جب کسی صحابی کا قول ملتا ہے ، تو ہم اسے اختیار کر لیتے ہیں ،اور انکے قول سے باہر نہیں جاتے ،اور جب کسی تابعی کی بات پہنچتی ہے ، تو ہم مزاحمت کرتے ہیں۔

اور علی بن یزید صدائی سے مروی ہے ،انہوں نے کہا، میں نے امام ابو

حنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ وہ رمضان المبارک میں ساٹھ ختم قرآن کرتے تھے، ایک ختم رات کو اور ایک ختم دن میں۔

اور ابی یحییٰ حمانی، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بعض تلامذہ سے روایت کرتے ہیں کہ امام صاحب عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھتے تھے، اور رات میں نوافل پڑھنے کے لیے ریش مبارک میں کنگھی کر کے مزین فرماتے تھے۔

اور کتاب حافظ ابو بکر محمد بن عمر جعابی (مشہور محدث ہیں) میں اسحاق ابن بہلول سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ سفیان بن عینیہ فرماتے تھے کہ میں نے شقیق بن عتیبہ کو فرماتے سنا ہے کہ میری آنکھوں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مثل کسی کو نہ دیکھا۔

اور اسی کتاب میں بروایت عفان بن مسلم ہے، انہوں نے کہا میں نے حماد بن سلمہ سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں سنا ہے، انہوں نے فرمایا کہ وہ لوگوں میں سب سے عمدہ واحسن فتویٰ دینے والے تھے۔

اور اسی کتاب میں بروایت اسماعیل بن عیاش ہے، انہوں نے کہا میں نے امام اوزاعی (المتوفی ۱۵۰ھ) اور عمری کو فرماتے سنا ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ مشکل سے مشکل تر مسائل کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔

اور اسی کتاب میں بروایت یزید بن ہارون ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے اچھا جانا میں فلاں فلاں مسئلہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے فتویٰ لوں۔

اور "تاریخ بخارا" میں بروایت غنجار از علی بن عاصم ہے کہ انہوں نے کہا کہ اگر روئے زمین کی نصف آبادی کی عقلوں کو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی عقل سے وزن کیا جائے، تو یقیناً انکی عقل غالب وزن دار ہوگی۔

اور اسی کتاب میں بروایت نعیم بن عمر ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ میں نے ارشاد فرمایا، تعجب ہے کہ میرے بارے میں لوگ یہ کہتے ہیں کہ میں قیاس اور رائے سے فتویٰ دیتا ہوں، حالانکہ میں وہی فتویٰ دیتا ہوں جو اثر (حدیث) میں ہو۔

اور اسی کتاب میں بروایت اسد بن عمرو ہے کہ انہوں نے فرمایا، میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ قرآن کریم میں کوئی ایسی سورۃ نہیں جسکی میں نے اپنے وتروں کی رکعت میں نہ قرأت کی ہو۔

ابن خسرو بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو القاسم علی بن حسین بن عبد اللہ شافعی سے سنا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو القاسم برہان نحوی کو کہتے سنا ہے کہ اللہ تعالی نے جن کو فہم و فراست سے نوازا ہے، وہ مذہب کے اعتبار سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں اور فن نحو کے لحاظ سے خلیل ہیں، ان دونوں کی بکثرت روشن نشانیاں اور عاجز کرنے والی حکمتیں دیکھی ہیں، جن سے دل میں نورانیت حاصل ہوتی ہے، یقیناً اللہ تعالےٰ نے ان دونوں کو حق کی راہ میں، اور صدق کی شریعت پر خاص طور پر فائز کیا ہے۔

اور ابن خسرو بیان کرتے ہیں کہ مجھے قاضی ابو سعید محمد بن احمد بن محمد نے چند شعر سناتے ہوئے فرمایا، یہ اشعار استاذ الادب حضرت ابو یوسف یعقوب بن احمد بن محمد نے اپنے لیے موزوں فرمائے ہیں۔

حسبی من الخیرات ما اعددته — یوم القیمة فی رضی الرحمن
دین النبی محمد خیر الوریٰ — ثم اعتقادی مذهب النعمان

یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قیامت کے دن میرے اعمالنامہ میں یہ نیکی کافی ہے کہ میں سید عالم خیر الوریٰ محمد رسول اللہ ﷺ کے دین پر ہوں۔ اور امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مذہب پر میرا اعتقاد ہے۔

امام صاحب کی حاضر جوابی :۔

خطیب صاحب اپنی کتاب "المتفق والمفترق" میں بروایت محمد بن ثابت الاحول نقل کرتے ہیں، انہوں نے کہا، میں نے اسید بن ابی اسید الحارثی سے سنا ہے کہ میں امام ابو حنیفہؒ کی حاضر جوابی اور ان کے قیاس واجتہاد پر تعجب کرتا ہوں۔ بیان کرتے ہیں ایک دن حجام نے ایک بال کاٹا، آپ نے فرمایا، ایسے سفید بال چن لو۔ حجام نے کہا، اسے نہ چنوایئے ورنہ سفید بال اور زیادہ ہو جائیں گے۔ امام صاحب نے فرمایا، اگر سفید بال چننے سے زیادہ ہوں گے تو کالے بال چن لو تاکہ کالے بال زیادہ ہوں۔

کتاب العقلاء کے مصنف (ابن عبد البر یوسف بن عبد اللہ قرطبی المتوفی

۴۶۳ھ) بالاسناد محمد بن یحییٰ قصری سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا، خلیفۂ وقت منصور نے امام ابو حنیفہ، امام ثوریؒ، حضرت مسعرؒ، اور شریک کو بلایا، تاکہ ان میں سے کسی کو منصبِ قضاۃ سپرد کرے۔ راہ میں امام صاحب نے ان لو مشورہ دیا کہ میں تو ایک حیلہ کروں گا، اور اس بہانے سے خلاصی پالوں گا اور مسعرؒ دیوانے بن جائیں، تو وہ یوں اس سے بچ جائیں گے۔ اور سفیانؒ بھاگ جائیں، اور شریک اسے قبول کرلیں۔ چنانچہ جب یہ حضرات خلیفہ کے سامنے پہنچے تو امام صاحب نے فرمایا میں ایک مردِ مولیٰ (عجمی) ہوں عربی نہیں ہوں اور اہلِ عرب اسے پسند نہیں کریں گے مولیٰ (اجمی) کو ان پر مقرر کیا جائے اور اس کے سوا یہ بھی بات ہے کہ میں منصبِ قضا کی صلاحیت نہیں رکھتا اگر میں اپنے اس کہنے میں صادق ہوں تو میں منصبِ قضی کے لائق نہیں اور اگر جھوٹا ہوں تو اے خلیفہ! تمہیں لائق نہیں کہ مسلمانوں کے خون اور ان کی عزت اور آبرو پر ایک جھوٹے کو مسلط کرو۔ اب رہے سفیانؒ، تو ان کو راہ میں ایک شخص ملا، وہ ضرورت پوری کرنے کے لئے چل دیئے، وہ شخص اس انتظار میں رہا کہ حاجت سے فارغ ہو کر واپس آئیں، انہوں نے ایک کشتی دیکھی، انہوں نے ملاح سے کہا اگر تو مجھے کشتی میں سوار کر کے بچا سکتا ہے، تو بچادے ورنہ میں ذبح کر دیا جاؤں گا۔ اور یہ بات رسول اکرم ﷺ کے اس ارشاد کے بموجب فرمائی کہ حضور ﷺ نے فرمایا، جسے قاضی بنا دیا گیا، گویا اسے بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا تو ملاح نے دریچہ

کے پیچھے چھپادیا، اب رہے حضرت مسعر، توانہوں نے منصور کے سامنے جاکر کہا، اے منصور! ہاتھ لا، تیری اولاد، اور سواری کے جانور کیسے ہیں؟ اس پر منصور نے کہا اسے نکال دو، یہ تو دیوانہ ہے۔ اب صرف شریک رہ گئے، توانکی گردن میں یہ قلادہ ڈال دیا گیا، اس کے بعد امام ثوری کو چھوڑدیا اور کہا، اگر تم بھاگنا چاہو تو نہیں بھاگ سکتے۔

اور ابو المظفر سمعانی "کتاب الانتصار" میں، اور ابو اسمٰعیل ہردی "کتاب ذم الکلام" میں نوح الجامع سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا، میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا "اعراض و اجسام" کے بارے میں جو لوگ بحث کرتے ہیں، ان میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا یہ فلسفیوں کی بحثیں ہیں، تمہیں صرف اثر (حدیث) اور طریقۂ سلف پر قائم رہنا چاہیے ہر بدعت واختراع سے بچو، کیونکہ یہ بدعت ہے۔

اور ہردی، محمد بن الحسن سے نقل کرتے ہیں، انہوں نے کہا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ عمرو بن عبید پر لعنت کرے، کیونکہ اس نے لایعنی، فضول کلامی بحثوں کا دروازہ لوگوں کے لیے کھولا ہے، اور بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب ہم سے فقہ پر بحث فرماتے اور کلامی گفتگو سے ہمیں روکتے تھے۔

تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ عالم،

عامل، زاہد، متورع متقی، کثیر الخشوع، اور خدا کے حضور دائم التضرع تھے۔ منصور خلیفہ وقت نے ارادہ کیا کہ انہیں منصب قضاء پر مقرر کرے، آپ کے انکار پر خلیفہ نے قسم کھائی ضرور بالضرور ایسا کروں گا۔ اس پر امام صاحب نے بھی قسم کھائی، ہرگز ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ خلیفہ کے حاجب ربیع ابن یونس نے کہا، کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ امیر المومنین نے اس پر قسم کھائی ہے؟

امام صاحب نے فرمایا، امیر المومنین مجھ سے زیادہ قادر ہے کہ وہ قسم کا کفارہ ادا کر سکیں۔

اور منصب قضاء قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا، آپ فرماتے، اللہ سے ڈرو اور کسی غیر اہل کو یہ منصب دے کر اپنی امانت کو ضائع نہ کرو، اسی کو یہ منصب دو، جسے خوف خدا ہو، خدا کی قسم! میں رضامندی کا محافظ نہیں، تو غضب وغصہ کا کیسے متحمل ہو سکتا ہوں، اور تم تو ایسے شخص کو قریب لاتے ہو، جو تمھاری ہاں میں ہاں ملائے، اور ہر حال میں تمھاری تکریم کرے، اور میں اسکی صلاحیت نہیں رکھتا، اس پر خلیفہ نے کہا، آپ جھوٹ کہتے ہیں، آپ اسکی اہلیت اور صلاحیت رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، اے خلیفہ! اپنے دل سے فیصلہ لو، تمہارے لیے یہ کب حلال ہے کہ اپنی امانت پر ایسے شخص کو متولی بناؤ جو جھوٹا ہو۔ راوی کہتا ہے کہ امام صاحب وجیہ اور خوش رو تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ بہت دراز قد تھے۔ یحییٰ ابن معین فرماتے ہیں، میرے نزدیک قرأت، قرأت

حمزہ، اور فقہ، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی فقہ ہے، اسی پر میں نے لوگوں کو پایا ہے۔

اور جعفر ابن ربیع فرماتے ہیں کہ میں نے امام صاحب کے پاس پچاس سال خدمت میں گذارے، میں نے آپ سے بڑھ کر خاموش طبع نہیں دیکھا۔ جب کوئی آپ سے فقہ کا مسئلہ دریافت کرتا، تو سلسلہ کلام شروع فرماتے، گویا پانی ٹھاٹھیں مار رہا ہے، اور اسے غور سے سنتا، اور کلام کے اوتار چڑھاؤ کو دیکھتا۔

عبداللہ بن رجاء بیان کرتے ہیں کہ کوفہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے پڑوس میں ایک موچی رہتا تھا۔ جو تمام دن تو محنت و مزدوری کرتا، اور رات گئے گھر میں گوشت یا مچھلی لے کر آتا، پھر اسے بھونتا، اس کے بعد شراب پیتا، جب شراب کے نشہ میں دھت ہو جاتا تو وہ اونچی آواز میں یہ شعر پڑھ کر غل مچاتا۔ ؎

اضاعونی داعی فتی اضاعوا　　لیوم کریھة و سداد ثغرٍ

یعنی انہوں نے مجھے ضائع کر دیا اے جوانو! اسے ضائع کر دو۔

جو دن بھر سختیاں جھیلی ہیں، اور اپنی سرحدوں کو درست کر لو، پھر وہ شراب پیتا رہتا، اور یہ شعر پڑھ پڑھ کر غل مچاتا رہتا، یہاں تک اسے نیند گھیر لیتی۔ امام صاحب روزانہ اس کی آواز سنا کرتے تھے، اور خود تمام رات نماز میں

مشغول رہتے، ایک رات اس ہمسایہ کی آواز نہ سنی، صبح اس کے بارے میں استفسار فرمایا، بتایا گیا ہے کہ اسے کل رات سپاہیوں نے پکڑ لیا ہے، اور وہ قید میں ہے۔ امام صاحب نے فجر کی نماز پڑھی، اور اپنی سواری پر سوار ہو کر خلیفہ کے پاس پہنچے، اذن طلب کیا۔ امیر نے حکم دیا احترام کے ساتھ لے کر آؤ، اور انکی سواری کی لگام پکڑ کر فرشِ شاہی تک لیکر آؤ اترنے نہ دینا تو انہوں نے ایسا ہی کیا، اور امیر ہمیشہ انکے لیے اپنی مجلس میں وسعت دیتا تھا۔ امیر نے دریافت کیا، کیا ارشاد ہے؟ فرمایا میرا ایک ہمسائیہ موچی تھا، جسے کل رات سپاہیوں نے پکڑ لیا ہے۔ اے امیر المومنین! اس کی آزادی کا حکم فرمایئے۔ کہا ہاں! اور ہر اس قیدی کو جو آج کے دن تک پکڑا گیا ہے۔ چنانچہ سب کو آزاد کرنے کا حکم دے دیا۔ اس کے بعد امام صاحب سواری پر سوار ہو کر چلدیئے، اور ہمسایہ موچی پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ امام صاحب نے اس سے فرمایا، اے نوجوان! ہم نے تجھے بہت تکلیف دی ہے۔ اس نے کہا، نہیں! بلکہ آپ نے میری حفاظت فرمائی، اور میری سفارش کی، اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر جزاء دے آپ نے ہمسایہ کی حرمت اور حق کی رعایت فرمائی۔ پھر اس نے توبہ کر لی، اور دوبارہ اس نے وہ حرکتیں نہ کیں

ابنِ مبارک بیان کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کی راہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ، کو دیکھا کہ آپ نے ہمراہیوں کے لئے ایک فربہ جانور بھونا، لوگوں نے خواہش کی کہ اسے سرکہ سے کھایا جائے، مگر کوئی برتن اتنا بڑا نہ ملا جس میں سرکہ

ڈالا جا سکے، سب پریشان تھے، تو دیکھا کہ امام صاحب نے ریت میں ایک گڑھا کھودا، اور اور اس پر دستر خوان (غالباً چرمی ہوگا) کو بچھایا، اور اس میں سرکہ ڈال دیا۔ اس طرح سب نے بھُنے گوشت کو سرکہ کے ساتھ کھایا۔ آپ کا علم ہر معاملہ میں بہترین ہے۔ پھر فرمایا تم سیر و سیاحت کو لازم کرلو، اس قسم کی باتیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خود الہام فرمادیتا ہے۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ ابو جعفر منصور خلیفہ وقت نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اسوقت ربیع نے جو کہ منصور کا حاجب تھا، اور امام صاحب سے عداوت رکھتا تھا، خلیفہ منصور نے کہا، اے امیر المومنین! یہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ، آپ کے جد حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس مسئلہ میں مخالفت کرتے ہیں کہ جب کوئی قسم کھالے، پھر اس کے ایک دن یا دو دن بعد استثناء کرلے تو جائز ہے! امام صاحب نے فرمایا، ایسا استثناء جائز نہیں، البتہ جو استثناء قسم کے ساتھ متصل ہو، وہ جائز ہے۔ پھر فرمایا، اے امیر المومنین! یہ ربیع گمان رکھتا ہے کہ آپ کے لشکریوں کی گردن پر آپ کی بیعت نہیں ہے۔ منصور نے پوچھا، یہ کیسے؟ فرمایا، آپ کے سامنے تو اطاعت پر قسم کھاجاتے ہیں، پھر گھر جاکر پلٹ جاتے ہیں، اور استثناء کرکے اپنی قسموں کو باطل کردیتے ہیں"۔ اس پر منصور ہنسا، اور ربیع سے کہا، انسے جھگڑا نہ کیا کرو۔ پھر جب امام صاحب واپس تشریف لے چلے، تو آپ سے ربیع نے کہا، آپ میرا خون بہانا

چاہتے تھے؟ امام صاحب نے فرمایا، تم بھی تو میرا خون بہانے کے در پے تھے میں نے اپنے آپ کو بچایا ہے۔

اور ابو العباس طوسی، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اچھا گمان نہ رکھتا تھا اور امام صاحب اس بات کا علم رکھتے تھے۔ امام صاحب، جس وقت منصور کے پاس پہنچے وہاں اور بہت سے لوگ بھی تھے، تو طوسی نے کہا، آج میں امام صاحب کو قتل کراؤں گا۔ پس آپ کے قریب آکر اسنے کہا، اے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ! امیر المومنین نے کسی کو قتل کرانے کے لیے جلاد کو بلایا ہے۔ میں نہیں جانتا وہ کس کی گردن اڑائیں گے؟ امام صاحب نے فرمایا، اے ابو العباس! امیر المومنین حق کے بدلے میں قتل کرائیں گے، باطل کے بدلے میں؟ اس نے کہا حق کے بدلے میں۔ فرمایا، حق کو نافذ کردو، خواہ وہ کوئی بھی ہو، اسکے بارے میں تو نہ پوچھ۔ پھر امام صاحب نے اپنے قریبی ہم نشین سے فرمایا، یہ شخص مجھے بھگانا چاہتا تھا تاکہ پکڑوا سکے۔

یزید بن کمیت بیان کرتے ہیں کہ آخری نماز عشاء کی جماعت میں علی بن حسین نے سورۃ اذا زلزلت کی قرأت کی، اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ انکی اقتدا میں تھے، جب سب لوگ نماز پڑھ کر جاچکے، تو میں نے امام صاحب کی طرف نظر کی، تو دیکھا کہ وہ متفکر بیٹھے ہوئے ہیں اور گہرا سانس لے رہے ہیں۔ میں نے خیال کیا میں اٹھ کر چلا جاؤں تاکہ آپ کا دل میری طرف مشغول

نہ ہو۔ جب میں جانے لگا، تو قندیل (لالٹین) میں نے رہنے دی، حالانکہ اس میں بہت تھوڑاسا تیل تھا۔ پھر لوٹ کر آیا تو آپ فرمارہے تھے، "اے وہ ذات! جوایک ذرہ برابر نیکی کا اچھابدلہ دیتاہے، اور اے وہ ذات! جوذرہ برابربدی کی سزا دیتاہے، اپنے بندہِ نعمان کو دوزخ اور اسکی ہر برائی سے نجات دے اور اسے اپنی رحمت کی وسعت میں داخل فرما"۔ پھر میں نے اذان دی، اسوقت دیکھا کہ قندیل بدستور روشن ہے۔ پھر جب میں آپکے قریب ہوا، تو فرمایا کیا تم قندیل کو لے جانا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا، میں نے تو نماز فجر کی اذان بھی دے دی ہے۔ فرمایا، جو تم نے دیکھا اسے پوشیدہ رکھنا۔ اسکے بعد آپ نے دو رکعتیں پڑھیں، اور بیٹھے رہے، یہاں تک کہ نماز کی اقامت ہوئی، اور ہمارے ساتھ رات کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہٗ کی ولادت باسعادت ۸۰ھ میں ہوئی تھی، اور ایک قول یہ ہے کہ ۶۱ھ میں ہوئی تھی، لیکن اصح قول پہلا ہی ہے۔ اور ماہ رجب میں رحلت فرمائی اور ایک قول یہ ہے کہ ۱۵۰ھ کے ماہ شعبان میں، اور ایک قول یہ ہے کہ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۵۰ھ میں، اور ایک قول یہ ہے کہ ۱۵۱ھ میں، کسی نے کہا ۱۵۳ھ میں وصال فرمایا۔

اور ایک قول یہ ہے کہ جس رات امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کی پیدائش ہوئی، اسی رات آپکا وصال ہوا۔ آپ کی وفات بغداد شریف میں ہوئی، اور مقبرہ

خیزران میں مدفون ہوئے، اور وہیں آپکا مزار شریف ہے، اور لوگ زیارت کرتے ہیں۔ (مقدمہ ہدایہ میں ہے کہ جب امام صاحب کو موت کا احساس ہوا، تو آپ سجدہ میں ہو گئے، اور سجدہ ہی کی حالت میں وصال فرمایا۔ رضی اللہ عنہ تابعیہ) یہانتک "تاریخ خلکان" کی عبارت تھی جو ختم ہوئی۔

حافظ جمال الدین المزی نے "التہذیب" میں اتنازیادہ کیا کہ آپ کی نمازِ جنازہ چھ مرتبہ ہوئی، اور اژدحام کی زیادتی کی وجہ سے نماز عصر تک آپ کو دفن نہ کرسکے۔

کتاب "غایۃ الاختصار فی مناقب اربعۃ ائمۃ الامصار" میں بروایت ابن المبارکؒ ہے، انہوں نے بیان فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ عزت ومتانت والی مجلس کوئی نہ تھی۔ ایک دن ہم مسجد جامع میں بیٹھے ہوئے تھے، چھت سے ایک سانپ امام صاحب کی گود میں گرا۔ آپ کے سوا سب لوگ بھاگ کھڑے ہوئے مگر امام صاحب بجز اسکے کہ سانپ کو ہٹاتے تھے اپنی جگہ سے ہٹے تک نہیں۔

اور سلمہؒ بن نسیب بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق فرماتے تھے کہ میں جب بھی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کودیکھتا تھا، تو آپ کے رخسار اور آنکھوں سے گریہ کے آثار ظاہر ہوتے تھے۔

سہیل بن مزاحم کہتے ہیں کہ ہم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے دُولت

کدہ میں داخل ہوئے تو ہم نے انکے یہاں بجز چٹائی کے کچھ نہ دیکھا۔

اور امام ابو یوسف فرماتے تھے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سلف کی بے مثل یادگار تھے خدا کی قسم! روئے زمین پر اب انکا ثانی کوئی نہیں۔

یزید بن کمیت بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں سنا کہ کسی شخص نے آپ سے کسی مسئلہ میں مناظرہ کیا، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے بخشے، اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تو نے کہا میں اسکے خلاف ہوں، اور وہ خوب جانتا ہے، جب سے مجھے اسکی معرفت ہوئی ہے، اسکی خلاف ورزی نہیں کی ہے، میں اسے اسکی معافی کا ہی خواست گار ہوں، اور اسکے عذاب سے خوف زدہ ہوں، پھر اسکے عذاب کے ذکر پر اتنا روئے کہ آہ بھر کر بے ہوش ہو گئے۔ اسکے بعد جب افاقہ ہوا، تو اس شخص نے کہا، مجھے اسکا حل بتایئے۔ فرمایا ہر وہ بات جسے نادان کہیں، اور مجھ میں نہ ہو، وہ میرے نزدیک حل ہے، اور ہر وہ بات جسے اہل علم کہیں، اور مجھ میں نہ ہو، وہ میرے نزدیک حرج ہے۔ کیونکہ علماء غیبت، وہ بدی کے طور پر ان کے بعد باقی رہتی ہے۔

اور دراوردی بیان کرتے ہیں کہ نماز عشاء کے بعد مسجد رسول اللہ ﷺ میں امام مالک اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ دونوں مذاکرہ، اور باہم افہام و تفہیم کر رہے تھے، اور باہمی مسائل و اعمال مختلفہ اور دلائل متمسکہ میں ایک دوسرے کو خطا کار یا ملامت کے بغیر بحث ہوتی رہی، یہاں تک کہ دونوں اسی

مجلس میں نماز فجر پڑھی منصور بن ہاشم کہتے ہیں کہ ہم عبد اللہ بن مبارک کے پاس قادسیہ میں تھے کہ ایک شخص کوفہ کا آیا، اس نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی بد گوئی کی۔ اس پر عبد اللہ بن مبارک نے اس سے فرمایا، خرابی ہو تیری! تو ایسے کی بدگوئی کرتا ہے، جس نے پینتالیس سال کی ایک وضو سے نمازیں پڑھیں اور جس نے ایک رات میں دو رکعتوں میں پورا قرآن ختم کیا۔ میں جو فقہ کی تعلیم دیتا ہوں، وہ وہی ہے جو میں نے امام صاحب سے حاصل کیا ہے۔

سوید بن سعید المروضی بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن مبارک کو فرماتے سنا ہے ~

لقد زان البکاد و من علیھا — امام المسلمین ابو حنیفه
با ثارٍ و فقهٍ فی حدیث — کا ثار الرموز علی الصحیفه
فما فی المشرقین له نظیر — ولا بالمغربین ولا بکوفه
رائت القامعین له سُفٰھا — خلاف الحق مع حجج ضعیفه

مطلب یہ کہ امام المسلمین ابو حنیفہ نے شہروں اور انکے رہنے والوں کو بلا شبہ مزین فرمایا اور حدیث کے اثار اور فقہ سے اس طرح باخبر فرمایا جس طرح قرآن میں رموز و آثار ہیں۔ تو آپ کا نہ تو دونوں مشرق مغرب میں کوئی نظیر ہے اور نہ کوفہ میں۔ میں نے بدگوئیوں کی بیوقوفیاں دیکھی ہیں کہ کمزور و ضعیف باتوں سے حق کے خلاف کرتے ہیں۔

اور ابوالقاسم غسان بن محمد بن عبداللہ بن سالم تمیمی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی منقبت میں کہتے ہیں ؎

وضع القیاس ابو حنیفہ کلہ　　فاتی باو ضح حجۃ و قیاس
والناس یبتعون فیہا قولہ　　لما استبان ضیاء وہ للناس
افدی الامام ابا حنیفۃ ذاالتقی　　من عالم بالشرع و المقیاس
سبق الائمۃ فالجمیع عیالہ　　فیما تحراہ بحسن قیاس

یعنی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے قیاس واجتہاد کے تمام قاعدے وضع کر کے خوب واضح حجت و قیاس کا ساتھ دیا ہے۔ اور لوگ آپ کے قول کی پیروی کرتے ہیں، کیونکہ اسکی ضیاء لوگوں میں کوب روشن ہو چکی ہے۔ ہر عالم دین اور صاحب فراست، ملاقات کرتے ہی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر فدا ہو جاتا ہے۔ بعد والے تمام ائمہ آپ کے ہی عیال ہیں، جس مسئلہ میں بھی اجتہاد کیا خوب اجتہاد کیا۔"

مناقب ائمہ اعبعہ کی ایک اور کتاب میں ہے کی کسی شخص نے کسی جگہ مال کو دفن کیا پھر وہ اس جگہ کو بھو گیا، وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض حال کیا، آپ نے فرمایا، یہ فقہ کا مسئلہ تو ہے نہیں، جس کا حل تجھے بتا دوں لیکن تو جا اور رات بھر صبح تک نماز پڑھ شائد کی تجھے دفینہ کی جگہ یاد آجائے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، اور چوتھائی رات سے پہلے ہی جگہ یاد آگئی۔ پھر

اس نے آکر امام صاحب کو اس کی خبر دی فرمایا، تو جان لے کہ شیطان تجھے رات بھر عبادت میں مشغول نہیں رکھ سکتا تھا، اس نے جلد ہی تجھے یاد کرادیا۔ خرابی ہو تیری! بطور شکرانہ اپنی یہ رات تو عبادت میں صرف کرتا۔ بعضوں نے کہا ہے ؎

الفقہ منا ان اردت تفقہاً　　والجود و المعروف للمنتاب
واذاذکرت ابا حنیفہ فیہم　　خضعت لہ فی الرائے کل رقاب

یعنی ہمارے فقہ کو اگر تم سمجھنے کا ارادہ کروگے، اور ہر صاحب عول۔ سخاوت و نیکی ہی پائے گا اور جب تم اس میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کروگے، تو آپ کے اجتہاد پر ہر ایک کی گردنیں جھک جائیں گی

ابو الموفق بن احمد مکی فرماتے ہیں ؎

ہذا مذہب النعمان خیر المذاہب　　کذالقمر الوضاع خیر الکواکب
تفقہ فی خیر القرون مع التقی　　فمذہبہ لا شک خیر المذاہب

یہ نعمان بن ثابت کا مذہب بہترین مذہب ہے، جسطرح چاند خوب روشن ہے اور ستاروں سے بہتر ہے خیر القرون میں تقوے کیساتھ فقہ مرتب ہوا، تو انکا مذہب بلاشبہ بہترین مذہب ہے۔ بعضوں نے کہا ؎

ایا جبلی نعمان ان حصا کما　　لتحص وما نحصی فضائل نعمان

یعنی اے نعمان کے نزدیکی میرے پہاڑوں تمھاری کنکریاں شمار کی جاسکتی ہیں لیکن

نعمان کے فضائل شمار نہیں ہو سکتے مسند امام ابو حنیفہ کے جمع کرنے والوں میں سے ایک صاحب نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ مناقب میں یہ صفت منفرد و خاص ہے کہ آپ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کو مدون کیا اور ابواب میں تقسیم فرمایا۔ پھر اسکی پیروی امام مالک بن انس نے "موطا" کی ترتیب میں فرمائی۔ امام صاحب سے پہلے کسی نے ایسا نہ کیا۔ اس لیے کہ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم اور تابعین علم شریعت کو نہ تو ابواب میں تقسیم کر کے رکھتے تھے اور نہ کوئی مرتب کتاب تھی، بلکہ وہ تو اپنے حافظہ کی قوت پر اعتماد رکھتے تھے۔ پھر جب امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے ملاحظہ فرمایا کہ علم پھیلتا جارہا ہے، تو انہیں ضائع ہونے کا خوف ہوا، آپ نے اسے مدون کر کے ابواب میں تقسیم کیا۔ اور باب الطہارت سے شروع کیا۔ پھر باب الصلوۃ، پھر تمام عبادات، پھر معاملات، پھر کتاب کو وراثت پر ختم فرمایا۔ طہارت و صلوۃ سے ترتیب شروع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں عبادتوں میں سب سے زیادہ اہم ہیں، کتاب کی ترتیب کو وراثت پر ختم کرنے کی حکمت یہ ہے کہ یہ انسان کی آخری حالت ہے۔ اور امام صاحب ہی وہ پہلے فرد ہیں جنہوں نے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط کو وضع فرمایا ہے۔ اسی بنا پر امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے عیال ہیں۔

ابو سلیمان جرجانی فرماتے ہیں مجھ سے احمد بن عبداللہ قاضی بصرہ نے

فرمایا کہ ہم اہل کوفہ کے فقہ سے شروط کے مسائل دیکھتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا علماء کے ساتھ انصاف زیادہ اچھا ہوتا ہے، اسے تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے وضع فرمایا ہے، اب اگر تم کمی بیشی کر کے حسین الفاظ لے آؤ تو اچھا ہے، لیکن انہی کے شروط کو دیکھتے ہو، حالانکہ اہل کوفہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ قبل بھی تو شروط لاتے تھے۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا ابھی زندگی کی قسم! حق کو تسلیم کرنا، باطل مجادلہ، اور بے وجہ نزاع کرنے سے بہتر ہے۔

طبرانی "معجم اوسط" میں "بالاسناد" نقل کرتے ہیں کہ عبدالوارث بن سعید ہم سے حدیث نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں کوفہ آیا، تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ، ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ سے ملا۔ میں نے امام صاحب سے سوال کرتے ہوئے کہا، آپ کس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بیع کی اور کوئی شرط لگائی؟ فرمایا بیع بھی باطل ہے اور شرط بھی باطل ہے۔ پھر ابن شبرمہ کے پاس گیا، ان سے بھی یہی سوال کیا، بتایا بیع بھی جائز ہے اور شرط بھی۔ پھر ابن ابی لیلیٰ کے پاس گیا، ان سے بھی یہی سوال کیا، فرمایا بیع جائز ہے اور شرط باطل ہے۔ میں نے کہا سبحان اللہ! عراق میں تین فقیہ ہیں اور تینوں ایک مسئلہ میں مختلف ہیں۔ پھر امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی خبر دی۔ فرمای میں نہیں جانتا دونوں نے کیا جواب میں کہا۔ مجھ سے عمرو بن شعیب وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا رضی اللہ عنہم سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی

کریم ﷺ نے بیع اور شرط سے منع فرمایا ہے۔ بیع بھی باطل ہے اور شرط بھی باطل ہے۔ پھر میں ابن ابی لیلیٰ کے پاس آیا، انہیں اس کی خبر دی، فرمایا، میں نہیں جانتا دونوں نے کیا کہا مجھ سے ہشام بن عروہ، وہ اپنے والد سے وہ عائشہ رضی اللہ عنہم سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اگر تم بریرہ کو خریدو تو اسے آزاد کر دینا، لہذا بیع جائز ہے، اور شرط باطل ہے۔ پھر میں ابن شبرمہ کے پاس آیا تو، ان سے اسکی خبر دی۔ فرمایا میں نہیں جانتا دونوں نے کیا فرمایا، مجھ سے مسعر بن کدام از محارب ابن دثار از جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک اونٹنی خریدی، اور اسے مدینہ پہنچانے کی شرط کی۔ لہذا بیع بھی جائز اور شرط جائز۔

طبرانی "الاوسط" میں " بالا سناد" سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تشہد (التحیات) اور تکبیر اسی طرح تعلیم فرمائی، جس طرح ہمیں قرآن کی سورۃ تعلیم فرماتے تھے۔ طبرانی کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کی یہ روایت نہ وہب سے اور نہ بلال سے کسی نے نہیں روایت کی، اس سند کے ساتھ امام صاحب منفرد ہیں۔

اور طبرانی فرماتے ہیں کہ ہم سے حدیث بیان کی عثمان نے ان سے ابراہیم نے ان سے اسماعیل نے ان سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ نے ان حماد بن سلیمان نے ان سے ابراہیم نخعی نے ان سے علقمہ بن قیس نے ان سے عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ عنہم نے فرمایا، رسول اللہ صلم اللہ علیہ نے ہمیں دعائے استخارہ اسی طرح سکھائی جس طرح سورۃ قرآن سکھاتے تھے۔ ارشاد فرمایا، جب تم میں کوئی استخارہ کرنا چاھے، تو کہے:۔

اللهم انی استخيرك بعلمك و استقدرك بقدرتك واسئلك من فضلك العظيم . فانك تقد رولا اقد روتعلم ولااعلم انت علام الغيوب . اللهم ان كان هذا الامرخيراً لى فى دينى ودنيائى وعاقبة امرى فقدره لى و ان كان غير ذلك خيراً لى فاهد لى الخيرا حيث كان و اصرف عنى الشر حيث كان وارضنى بقضائك .

اے خدا میں تیرے علم کے ساتھ استخارہ کرتا ہوں اور تیری قدرت سے مقدرت چاھتا ہوں اور تیرے فضل عظیم سے سوال کرتا ہوں تو ہی قادر ہے میں قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے میں نہیں جانتا تو ہر پوشیدہ امر کو خوب جاننے والا ہے۔ اگر یہ کام میرے دین و دنیا اور آخرت کے لیے بہتر ہے تو اسے میرے لیے مقدر فرمادے، اور اگر میرے لیے اس کے غیر میں بہتری ہے تو جہاں بھلائی ہو، اسکی ہدایت فرمادے اور جہاں برائی ہو اس سے مجھے پھیر دے اور مجھے اپنی قضاؤقدر کے ساتھ راضی بنادے۔"

خطیب "المتفق و المفترق" میں بروایت ابن سوید حنفی نقل کرتے ہیں انہوں نے کہا، میں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے سوال کیا، کیونکہ آپ میرے لیے

عزت و مکرمت والے تھے کہ آپکے نزدیک غلبۂ اسلام کے بعد جہاد کی طرف نکلنے یا حج کرنے میں۔ یہ کون سا محبوب ہے ؟ فرمایا، غلبۂ اسلام کے بعد جہاد کرنا پچاس حج سے زیادہ افضل ہے۔

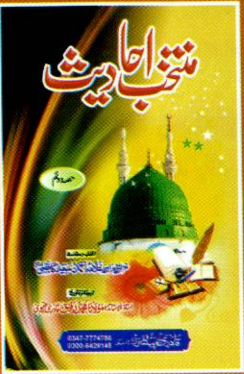
تمّت و الحمدلله وحده وحسبنا الله و نعم الوكيل

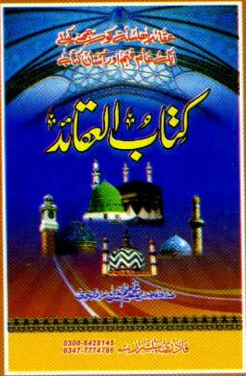
ولا حول ولا قوّ ة الّا با لله العلى العظيم۔

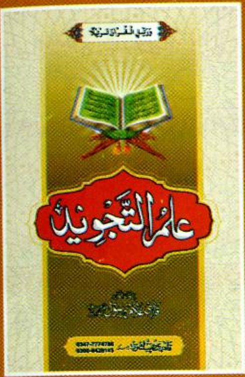
بمنہٖ وکرمہٖ تعالیٰ جل اسمہ، آج مورخہ ۱۱۔ شوال المکرّم ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۴ فروری ۱۹۶۵ء رسالہ مبارکہ "تبييض الصحيفه فى مناقب الامامِ ابى حنيفه" مؤلفۃ العلامۃ المحدث الامام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اردو ترجمہ مکمل ہوا۔ مولیٰ تعالیٰ موجبِ ہدایت کر کے میرے اور میرے والدین واساتذہ کے لیے توشۂ سعادت بنائے ۔ آمین

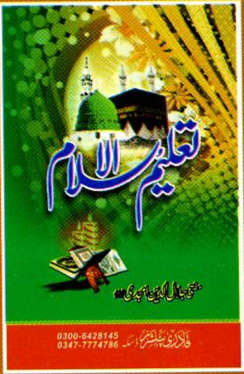
مترجم غلام معین الدین نعیمی غفرلہٗ

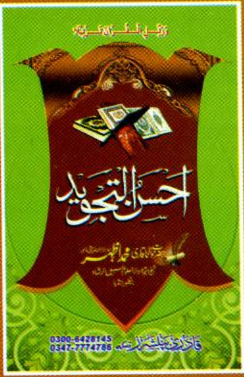
ہماری دیگر مطبوعات

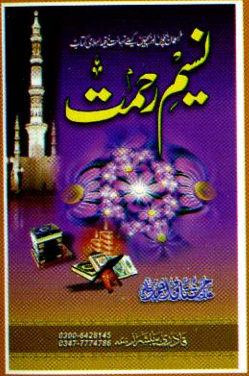


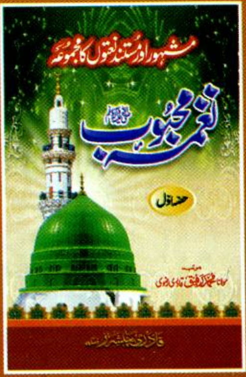


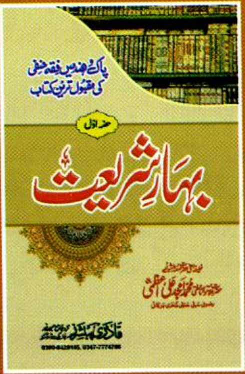


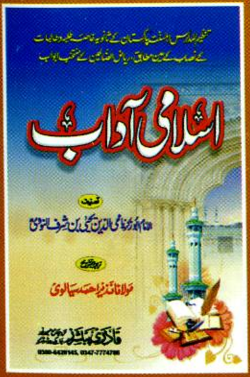












مکتبہ مہریہ رضویہ

نزد جامع مسجد نور جاگے روڈ، ڈسکہ 0300-6428145 0347-7774786